امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ حضرت مولانا قاسم بھاگل پوریؒ
■ مساجد کی شرعی حیثیت......
■ پرنب مکھرجی کو بھارت رتن......
■ موجودہ حالات میں اسلام کی رہنمائی
■ اخبار جہاں، تعلیم وروزگار
■ طب وصحت، ہفتۂ رفتہ، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 05 مورخہ ۲۸ر جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ مطابق ۴ر فروری ۲۰۱۹ء روز سوموار

بین السطور

بازیچۂ اطفال

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

سیاسی پارٹیاں افکار ونظریات کے حوالہ سے بنتی ہیں اور ذاتی رنجش اور مفاد کے ٹکراؤ سے منتشر ہوجاتی ہیں، ۱۹۷۷ء میں جے پرکاش نرائن کی قیادت میں کانگریس مخالف اتحاد جنتا دل کو ہی دیکھیں، آٹھ غیر کانگریسی پارٹیوں کے اتحاد نے پارلیامنٹ میں ۲۴۳ سیٹیں جیت کر مرارجی دیسائی کی قیادت میں حکومت بنائی تھی، یہ حکومت صرف ۱۲۸ دن ہی چل سکی، پھر جنتا دَل اس طرح ٹوٹی کہ ایک درجن سے زیادہ پارٹیاں اس کی گود سے نکل آئیں، شاعر نے تو کہا تھا کہ ایک دِل کے ٹکڑے ہزار ہوئے کوئی یہاں گرا کوئی وہاں گرا، اب آپ موجودہ حالات میں دال کے زیر کو زبر سے بدل دیں تو کہہ سکتے ہیں کہ ایک دَل کے ٹکڑے ہزار ہوئے کوئی یہاں گرا، کوئی وہاں گرا، گرنے اور اٹھنے کا یہ عمل اس قدر تیز رفتار اور سریع تھا کہ ''آیا رام، گیا رام'' نے ضرب المثل کی حیثیت حاصل کرلی، دَل بَدلو قانون بھی سیاسی بازی گروں کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مخلوط حکومتیں بنتی اور ٹوٹتی رہیں، ۱۹۸۹ء سے ۱۹۹۹ء تک کا عرصہ وہ ہے جس میں دس سال میں پانچ بار پارلیامانی انتخاب کا بوجھ ملک کو اٹھانا پڑا، کیوں کہ حکومتیں مستحکم نہیں بن پائیں، ۱۹۸۹ء میں راشٹریہ مورچہ کی وی پی سنگھ سرکار تین سو تینتالیس دن میں ہی الٹ گئی کیوں کہ بی جے پی کی حمایت واپس لینے کی وجہ سے راشٹریہ مورچہ کی سرکار اقلیت میں آگئی اور وی پی سنگھ کو کرسی چھوڑنی پڑی، چندر شیکھر سنگھ کی وزارت بنی اور صرف ۲۴۳ دنوں میں دم توڑ گئی، ۱۹۹۶ء سے ۱۹۹۹ء صرف تین سال میں پانچ مخلوط حکومتوں نے وزراء اعظم کی تعداد میں اضافہ کیا اور کئی لوگوں کی دلی مرادیں برآئیں، ہندوستانیوں کو یہ دن بھی دیکھنا پڑا کہ ۱۹۹۶ء میں اٹل بہاری باجپئی کی حکومت صرف تیرہ دن میں الٹ گئی، پھر یونائیٹڈ فرنٹ کی سرکار آئی، اچ ڈی دیو گوڑا وزیر اعظم بنے، کانگریس نے حمایت کی، لیکن یہ بھی صرف ۳۲۴ دن ہی باقی رہی، کانگریس نے مہرہ بدل دیا اور اندر کمال گجرال فرنٹ کے دوسرے وزیر اعظم کی حیثیت سے ہمارے سامنے آئے، لیکن وہ بھی زیادہ دن نہ چل سکے، اٹل بہاری باجپئی کی دوسری بار بننے والی سرکار نے تیرہ دن سے آگے بڑھ کر تیرہ مہینے کا سفر جاری رکھا۔

اس اٹھا پٹک، اتار چڑھاؤ، عروج وزوال سے سب سے زیادہ فائدہ چھوٹی اور علاقائی پارٹیوں کو ہوا، ان کی پوچھ کم سیٹوں کے باوجود ہونے لگی، آزاد امیدواروں کو بھی اپنی بولی لگوانے اور منصب وزارت پر فائز ہونے کا موقع مل گیا، بلکہ اس کی وجہ سے ہی جھارکھنڈ میں اکلوتے ہونے کے باوجود مدھو کوڑا وزیر اعلیٰ کی کرسی پر براجمان ہوگیے اور بعد میں جوگت بنی وہ سب کو معلوم ہے یہ ٹھیک ہے کہ مخلوط حکومت کا تجربہ بعض دفعہ کامیاب رہا ہے، لیکن زیادہ تر اس قسم کی حکومتیں عدم استحکام ہی کا شکار رہی ہیں، یوپی اے اور ان ڈی اے نے اگر بعض دفعہ اپنی مدت کار پوری کرلی تو اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ حکمراں پارٹی کی اپنی طاقت مضبوط تھی، اور چھوٹی پارٹیوں کے ہلنے جلنے کا کوئی اثر ان پر نہیں پڑا، موجودہ حکومت کو ہی دیکھ لیں، تنہا بی جے پی کو پارلیامنٹ میں اکثریت حاصل ہے، ان ڈی اے کی دیگر پارٹیاں ان کی حلیف ہیں، حمایت کریں یا واپس لے لیں، اس سے اس حکومت کی صحت پر کیا اثر پڑے گا، تین طلاق بل پر اس کی حامی پارٹیوں میں شیو سینا، بیجو جنتال دل، تیلگو دیشم، انا ڈی ام کے، تلنگانہ راشٹریہ سمیتی، جنتال دل یونائیٹڈ، اکالی دل اور آسام گن پریشد وغیرہ نے ساتھ نہیں دیا تو بھی اس نے اس بل کو پاس کرا کر اپنا ہدف حاصل کرلیا۔ جبکہ وہپ جاری ہونے کے باوجود بی جے پی کے بھی سارے ارکان نے حمایت میں ووٹ نہیں ڈالا اور صرف دو سو پینتالیس ووٹ ہی پڑے، لیکن اکثریت کی وجہ سے حزب مخالف اور ان ڈی کے کی حلیف پارٹیوں کا انکار کام نہیں آیا۔

۲۰۱۹ء کے الیکشن کے لیے بھی جوڑ توڑ کا سلسلہ جاری ہے، مختلف پارٹیوں نے مل کر اپنے اپنے حلیف بنانے شروع کردیے ہیں، ہر دن پالا بدلا جارہا ہے، سیٹوں کی تعداد پر رگڑا اچل رہا ہے اور کون حلقہ کس کو ملے گا اس پر فضا صاف نہیں ہے، قیاس آرائیاں جاری ہیں، لیکن قیاس تو قیاس ہی ہے اسے یقین کا درجہ نہیں دیا جاسکتا، ضرورت اس بار کے انتخاب میں سیکولر اقدار کے حاملین کو آگے بڑھانے کی بھی ہے اور مضبوط نمائندگی کی بھی، اب آپ مجھ سے یہ نہ پوچھنے لگیے گا کہ سیکولر کون ہے؟

نقصان کا سودا

اس دور میں کسی غلط بات کو پھیلانا ہو تو کسی ''شہر خبریے یا خوش قدمے'' کو کان میں کہہ دیجئے، پھر دیکھیے کس طرح ہوا اور روشنی سے تیز خبر گشت کرنے لگتی ہے، ہر نقل کرنے والا کچھ نہ کچھ ''نون تیل اور گرم مصالحہ'' لگا کر اسے پھیلاتا چلا جائے گا، پھیلانے والا پہلے راوی کو بھول جاتا ہے اور ایسا کہنے لگتا ہے کہ فلاں صاحب کے بارے میں لوگ ایسا کہہ رہے تھے، ان سے پوچھیے کہ یہ لوگ کون ہیں، ان کے نام بتائیے تو بغلیں جھانکنے لگیں گے، لیکن وہ خبر اس انداز میں بیان کریں گے، جیسے ابھی ابھی جبرئیل علیہ السلام نے ان کو یہ بات پہونچائی ہے، فلاں کو عہدہ کی طلب ہے، فلاں اپنی دوکان چمکانا چاہتا ہے، فلاں نے فلاں کو ممبر بنوا دیا ہے، فلاں پارلیامنٹ اور راجیہ سبھا جانے کے لیے تگ ودو میں لگا ہے، یہ اور اس قسم کی دوسری باتیں پھیلانے والے قوم کو گمراہ کرتے ہیں، ان کی سب سے بڑی غلطی یہ ہوتی ہے کہ تحقیق کی زحمت نہیں اٹھاتے، ایک آدمی نے ایک شوشہ چھوڑا، ایک بات کہی اس کی وجہ کچھ بھی ہوسکتی ہے، ذاتی بغض وعناد اور اپنا قد اونچا کرنے یا کم از کم پاؤں برابر کرنے کی خواہش ہے، اب یہ خبر کسی کو پہونچی تو اسے جان لینا چاہیے کہ یہ ایک خبر ہی تو ہے اور خبر میں صدق وکذب دونوں کا احتمال رہتا ہے، اسی وجہ سے قرآن کریم میں خبروں کی تحقیق کا حکم دیا گیا ہے، اگر خبروں کی تحقیق کیے بغیر آگے بڑھانے کا عمل جاری رکھا گیا تو جہالت کی وجہ سے ندامت کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے، خبروں کی تحقیق اس قدر ضروری ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اسے بیان کرتا پھرے، اور آپ سب جانتے ہیں کہ قرآن کریم میں جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کا ذکر ہے۔

یہ حال اس وقت ہے جب بغیر نمک مرچ کے بیان کردے، لیکن عموماً ایسا ہوتا نہیں ہے، ایک آدمی کے خدشات، توہمات اور رائے کو مجموعی رنگ دیدیا جاتا ہے، منطق کی اصطلاح میں قیاس استثنائی کو استقرائی بنا دیا جاتا ہے اور بات کہیں سے کہیں جا پڑتی ہے، پرنٹ اور الکٹرونک میڈیا جس کے بکے ہونے اور سوشل میڈیا جس کے غیر محتاط، بے راہ رو اور فضولیات کی اشاعت کا معاملہ اب ڈھکا چھپا نہیں ہے، اس کام کو اس قدر آگے بڑھا دیتا ہے کہ حقائق اس میں چھپ کر رہ جاتے ہیں، غلط فہمی اور بدگمانی کا بازار گرم ہوجاتا ہے، جو بذات خود گناہ کا کام ہے، قرآن کریم سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

اس کو ایک مثال سے سمجھیے، یوم جمہوریہ کی تقریب سے مظفر پور میں ایک صاحب اسٹیج سے اتر کر صرف اس لیے بھاگ کھڑے ہوئے کہ ان کے ایک ساتھی کو اس تقریب میں بولنے کا موقع نہیں دیا جارہا تھا، لوگ کسی طرح ہاتھ پاؤں جوڑ کر منا کرلائے، وہ مدارس کی تجدید کاری کے ذمہ دار ہیں، چائے کی مجلس پر وہ سنی سنائی باتیں مجھے سنانے لگے، میں نے انہیں قرآن واحادیث کے حوالہ سے بہت سمجھانے کی کوشش کی کہ افواہوں پر دھیان نہ دیجئے، قائدین کو مجروح کرکے ہم کوئی نیک کام نہیں کررہے ہیں، لیکن بی جے پی سرکار کی طرف سے باڈی گارڈ پولس گاڑی اور اپنے ایک چھوٹے سے عہدے کا طنطنہ اس قدر تھا کہ ماننے کو تیار نہیں تھے، بالآخر ہمیں ٹرپ کا آخری پتہ پھینکنا پڑا، میں نے ان سے کہا کہ میں آج ہی آپ کے بارے میں پرنٹ اور الکٹرونک میڈیا میں یہ خبر لگواتا ہوں کہ ایک سرکاری عہدیدار جس کا نام فلاں ہے جشن جمہوریہ تقریب کا بائیکاٹ کرکے بھاگتے ہوئے، ساتھ میں بریکنگ نیوز کے طور پر پرائم ٹائم میں وہ ویڈیو بھی چلا دیا جائے گا جو اس پروگرام کو موبائل پر قید کرنے والوں نے لیا ہے، میں نے یہ بات انہیں اس قدر سنجیدگی سے کہی کہ ان کے پسینے چھوٹنے لگے، انتہائی نروس ہوئے، میں نے ان سے کہا کہ یہ میں کروں گا نہیں، میں تو صرف یہ بتانا چاہتا تھا کہ واقعات کو کس طرح غلط رخ دیا جاتا ہے، اب اگر یہ ویڈیو آپ کے بارے میں چل جائے تو کس کس کو صفائی دیتے پھریئے گا کہ ہم نے جشن جمہوریہ کا بائیکاٹ نہیں کیا ہے اور اس ویڈیو کے چلنے کے بعد آپ کی باتوں کو کون مانے گا، حالاں کہ یہ واقعہ کسی اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔

میں نے انہیں بتایا کہ یہی حال دوسری خبروں کا ہے، اس واقعہ پر جو آپ کا رد عمل ہے، اسی انداز میں دوسروں کے بارے میں بھی سوچیے، افواہ اور جھوٹی خبروں پر کان نہ دھریے، یہ دنیوی اور اخروی ہر اعتبار سے ندامت اور نقصان کا سودا ہے، اور ایسے نقصان سے بچنے میں ہی خیر اور بھلائی ہے، اسی لیے بعض خاص موقعوں سے فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ اے خیر کے طالب آگے بڑھو اور اے شر کی طرف رغبت رکھنے والے رک جا، ان کی جھکی آنکھیں اور لہجہ کی سردی بتا رہی تھی کہ بات ان کی سمجھ میں آگئی، کاش ہمارے دوسرے بھائیوں کی سمجھ میں بھی یہ بات آجائے۔

دستور خداوندی

''اسلام ایک ایسی مملکت ہے کہ جس کی سرحدیں اٹل ہیں اور وہ سرحدیں خداوندی دستور سے بنی ہوئی ہیں، جو قلعہ بند شہر کی مانند ہیں، زمانہ کی کسی ضرب سے نہ وہ ٹوٹ سکتی ہیں اور نہ ہل سکتی ہیں، یہ ممکن ہے کہ کچھ لوگ ان سرحدوں سے باہر نکل جائیں، مگر یہ ان کی تعدی ہوگی، حدود اپنی ہی جگہ اٹل رہیں گی۔''

(حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ)

بلا تبصرہ

''ہمارے ملک میں ایک ہو ہو (WHO WHO) کی بیماری ہے، نہرو کے بعد کہا جاتا تھا کہ آفٹر ہو (After who) اور شاستری آگیے تو آفٹر ہو (ان کے بعد کون؟) اندرا گاندھی آگئیں تو آفٹر ہو، اس طرح جو بھی آیا ہو ہو کی بیماری باقی رہی، اب نریندر مودی کے بعد بھی کہا جارہا ہے کہ آفٹر ہو، لیکن اب یہ بیماری جلد ہی ختم ہونے والی ہے۔''

(یشونت سنہا، سابق وزیر خزانہ)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

نیک وصالح عورت کا کردار:

﴿آپ مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں اور اپنی زیبائش وآرائش کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو کھلا رہتا ہے اور اپنے گریبانوں پر دوپٹے ڈال لیا کریں﴾ (سورۂ نور:۳۱)

مطلب: رب کائنات نے ان آیات میں مومن عورتوں کو سماجی زندگی سے متعلق چند اہم احکام وہدایات دی ہیں، جن میں بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں اور وہ عورتوں کی فطری ساخت کے لحاظ سے بھی ضروری ہیں، اس سے جہاں بہت سی برائیوں کے دروازے بند ہوں گے، وہیں معاشرے میں عورتوں کو تحفظ بھی حاصل ہوگا، ان ہدایات میں پہلی بات یہ کہی گئی کہ عورتیں اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، اپنے محارم کے سوا کسی غیر محرم مردوں کو شہوت کے ساتھ دیکھنا گناہ ہے اور بلاشہوت دیکھنا خلاف اولیٰ ہے، ہاں اگر اچانک کسی غیر محرم پر نظر پڑ جائے تو فوراً نگاہ پھیر لیں اور جہاں تک ممکن ہو غیر محرم کو دیکھنے سے پرہیز کریں، دوسری ہدایت یہ دی گئی کہ عورتیں اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اپنے صنفی اعضا کے ستر کو چھپا کر رکھیں، یعنی زنا کاری وحرام کاری سے پرہیز کریں اور تیسرے یہ کہ اپنے فطری حسن کو چھپائیں اور اپنی زیبائش وآرائش کو غیر مردوں کے سامنے ظاہر نہ کریں؛ یعنی سر، گردن، سینہ؛ بلکہ پورے جسم کو دوپٹہ سے چھپائے رکھیں۔ قاضی بیضاوی نے لکھا ہے کہ عورت کے لیے اصل حکم یہ ہے کہ وہ اپنی زینت کی کسی چیز کو بھی ظاہر نہ ہونے دے بجز اس کے جو نقل وحرکت اور کام وکاج کرنے میں عادۃً کھل ہی جاتی ہیں، ان میں برقع اور چادر بھی داخل ہیں، چہرہ اور ہتھیلیاں بھی کہ جب عورت کسی مجبوری اور ضرورت سے باہر نکلتی ہے تو برقع، چادر وغیرہ کا ظاہر ہونا تو متعین ہی ہے، لیکن دین کی ضرورت میں بعض اوقات چہرہ اور ہاتھ کی ہتھیلیاں بھی کھل جاتی ہیں تو وہ بھی معاف ہیں، گناہ نہیں۔ ان احکامات کی روشنی میں ہم سب کو اپنے گھر کا جائزہ لینا چاہیے کہ کیا ہماری ماں اور بہنیں ان قرآنی ہدایات کے مطابق زندگی بسر کر رہی ہیں؟ یا آزادی نسواں کا نعرہ لگانے والے روشن خیال لوگوں کے بہاؤ میں بہہ رہی ہیں، جس طرح زمانہ جاہلیت میں عورتیں اوڑھنی سر پر ڈال کر اس کے دونوں پلے پشت پر ڈال دیتی تھیں، جس سے سینہ کی ہیئت نمایاں رہتی تھی، گویا حسن کا مظاہرہ تھا، رب کائنات نے اس طرح کی سماجی زندگی پر قدغن لگاتے ہوئے اس کی اصلاح فرمائی؛ تاکہ عورتوں کی عفت وعصمت کی حفاظت ہو سکے۔

برائیوں کی سزا دنیا ہی میں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اے مہاجرین! پانچ چیزیں ایسی ہیں جن میں تم کو آزمایا جائے گا اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم کو ان چیزوں میں آزمایا جائے، کسی بھی قوم میں اس وقت تک بدکاری ظاہر نہیں ہوتی جب تک وہ کھلے عام بدکاری نہ کرنے لگے، جب یہ کام کرنے لگیں گے تو اس قوم میں طاعون اور ایسی ایسی بیماریاں پھیلیں گی جو پچھلی قوموں میں نہیں پھیلیں، اسی طرح جب ناپ تول میں کمی کرنے لگیں گے تو قحط سالی اور بھکمری آئے گی اور حکمرانوں کے ظلم وستم سے انہیں دوچار ہونا پڑے گا، اسی طرح جب وہ زکوٰۃ دینا بند کردیں گے تو ان پر بارش روک لی جائے گی اور جب وہ وعدہ کو توڑیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر ایسا دشمن مسلط کردے گا، جو ان کے ہاتھوں سے بہت کچھ چھین لے گا اور جب وہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان میں جھگڑا اور تفرقہ پیدا کردے گا} (ابن ماجہ، باب العقوبات)

وضاحت: اسلام انسانی معاشرے کو اعلیٰ اخلاقی اقدار کا حامل معاشرہ بنانا چاہتا ہے، بدکرداری وبدعہدی اور معاشرت ومعیشت میں بے راہ روی اور بددیانتی کو قطعاً برداشت نہیں کرتا؛ کیوں کہ اس سے معاشرہ تباہ وبرباد ہوتا ہے اور انسانی افراد کو روحانی اور مادی نقصان پہونچتا ہے؛ اس لیے جب کسی قوم میں یہ برائیاں عام ہوجاتی ہیں تو قوم وملک کی ہلاکت وبربادی کا سبب بنتی ہیں۔ گذشتہ قوموں میں مختلف طرح کی روحانی بیماریاں تھیں، قوم لوط میں شرک کے ساتھ فحاشی وبے ہودگی، قوم مدین میں ناپ تول میں بے ایمانی کرنا اور تجارتی لین دین میں بددیانتی کرنا ان کی فطرت بن چکی تھی، اللہ نے اپنے رسولوں کے ذریعہ اخلاق وعادات کی اصلاح پر توجہ دلائی، مگر یہ قومیں سرکشی وعناد پر قائم رہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں تباہ وبرباد کردیا، اس لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو متنبہ کیا کہ برائی وبدکاری کے قریب بھی نہ پھٹکنا، اس لیے کہ جب کوئی قوم فحاشی وبے حیائی میں مبتلا ہوجاتی ہے تو ایسی قوم دنیا میں ہی مختلف طرح کی بیماریوں کا شکار ہوجاتی ہیں، یا اسی طرح جب کوئی ناپ تول میں کمی بیشی کرتی ہے تو ایسی قوم پر رزق کی تنگی اور ظالم حکمرانوں کا ان پر سایہ دراز ہوجاتا ہے، جن لوگوں پر زکوٰۃ وصدقات واجبہ کی ادائیگی لازم ہے؛ مگر وہ اس کو ادا کرنے سے پہلو تہی اختیار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر خیر وبرکت کی بارش روک لیتے ہیں۔ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی قوم زکوٰہ دینا چھوڑ دیتی ہے تو اللہ اس کو خشک سالی اور قحط میں مبتلا کردیتا ہے، اسی طرح جب کوئی قوم اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق حق وانصاف سے فیصلے کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس قوم پر اطمینان وسکینت نازل فرماتے ہیں؛ لیکن جب وہ حق تلفی کرنے لگتی ہے، عدل وانصاف کے دامن کو چھوڑ دیتی ہے تو اس کے نتیجہ میں آپسی جھگڑے شروع ہوجاتے ہیں، پھر معاشرہ تباہی کی راہ پر چلنے لگتا ہے۔ اب ذرا غور کیجئے کہ آج دنیا میں عذاب کی جتنی بھی شکلیں پائی جاتی ہیں، وہ سب ہمارے گناہوں کا نتیجہ ہے، آج ہم اپنی بدعملی کی وجہ سے طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہیں، اگر ہم چاہتے ہیں ہمارا گھر اور معاشرہ تہذیب واخلاق کا اعلیٰ نمونہ بنے تو اپنے کو اسلامی کلچر میں ڈھالنا ہوگا اور سنت وشریعت کے مطابق زندگی گذارنی ہوگی۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

قبرستان میں جے سی بی مشین یا ٹریکٹر کے ذریعہ مٹی بھرانا:

قبرستان میں بہت زیادہ جنگل جھاڑی ہونے اور برسات میں پانی جمع ہونے کی وجہ سے قبرستان کمیٹی نے صفائی اور مٹی بھرانے کا منصوبہ بنایا ہے، اس سلسلہ میں سوال یہ ہے کہ قبرستان میں جنگل جھاڑی کی صفائی اور مٹی بھرائی درست ہے یا نہیں؟ مٹی بھرنے کے لیے قبرستان میں جہاں قبریں بھی ہیں، ٹریکٹر یا جے سی بی مشین کے ذریعہ مٹی ڈالنا اور برابر کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

قبرستان میں غیر ضروری جنگل جھاڑی کی صفائی اور مٹی ڈال کر قبرستان کی اصلاح کرنا شرعاً جائز ودرست ہے۔ لیکن اس کے لیے ٹریکٹر اور جے سی بی مشین کو قبرستان کے اس حصہ میں جہاں قبریں ہوں، چلانا قبروں کو روندنے کے مترادف ہے، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ "نهى رسول الله صلى الله عليه و سلم أن تجصص القبور و أن يكتب عليها و ان يبنىٰ عليها و أن توطأ" (ترمذی /۲۰۳ باب كراهية تجصيص القبور والكتابة عليها)

لہٰذا صورت مسئولہ میں قبروں والے حصے میں ٹریکٹر یا جے سی بی مشین کے ذریعہ مٹی ڈالنا شرعاً صحیح نہیں ہے، بہتر یہ ہے کہ ان مشینوں کے ذریعہ ایک کنارہ میں مٹی ڈال دی جائے، پھر مزدوروں سے اٹھوا کر پورے قبرستان میں جہاں ضرورت ہو اس کو پھیلا دیا جائے۔ فقط

قبرستان میں جانوروں کو چرانا:

ہمارے یہاں قبرستان میں گائے، بیل، بھینس وغیرہ کو لوگ چرنے کے لیے چھوڑ دیتے ہیں جانور قبروں کو روندتے ہیں، اس پر پیشاب ولید بھی کرتے ہیں، منع کرنے پر لوگ مانتے نہیں ہیں، شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

میت کا احترام ضروری ہے، کوئی ایسا کام جس سے اس کی توہین لازم آئے شرعاً درست نہیں ہے، اور ظاہر ہے جب جانور قبرستان میں چریں گے تو قبروں کو روندیں گے بھی اور پیشاب وپاخانہ بھی کریں گے اور یہ ساری چیزیں میت کی توہین وتکلیف کا سبب ہیں، جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "كسر عظم الميت ككسره حياً" (ابو داؤد/۴۵۸؛ كتاب الجنائز) میت کی ہڈی توڑنا زندہ کی ہڈی توڑنے کی طرح ہے۔ شارحین حدیث نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا ہے کہ جس طرح زندہ لوگوں کی توہین اور ان کو تکلیف پہونچانے کی اجازت نہیں ہے، اسی طرح مردہ لوگوں کی توہین اور ان کو تکلیف پہونچانے کی اجازت بھی نہیں ہے۔

"قال الطيبى : اشارة الى أنه لا يهان ميتاً كما لا يهان حياً و قال ابن الملك و الى أن الميت يتالم الخ وقد اخرج ابن ابى شيبه عن ابن مسعود رضى الله عنه اذى المومن فى موته كاذاه فى حياته" (مرقاة ۲/۳۸۰؛ باب دفن الميت)

لہٰذا صورت مسئولہ میں قبرستان میں جانوروں کو چرانا شرعاً جائز ودرست نہیں ہے، اس لیے احتراز لازم ہے، قبرستان کمیٹی کی ذمہ داری ہے کہ قبرستان کی حفاظت کا نظم کرے۔ فقط

تدفین سے روکنا:

ایک عام موقوفہ قبرستان ہے، جس میں ایک زمانہ سے تدفین کا سلسلہ جاری ہے، کبھی کسی نے کسی کو دفن کرنے سے نہیں روکا، اچانک ایک حادثہ یہ پیش آیا کہ ایک مکتبہ فکر کے لوگوں نے تبلیغی جماعت سے تعلق رکھنے والے ایک آدمی، جس کا انتقال ہوگیا تھا کو اس عام قبرستان میں دفن کرنے سے روک دیا، جس پر بڑا ہنگامہ ہوا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا عام موقوفہ قبرستان میں کسی مسلمان کو دفن کرنے سے روکنا شرعاً صحیح ہے؟

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

عام موقوفہ قبرستان میں کسی مسلمان میت کی تدفین سے روکنا کسی کے لیے جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ منشاء واقف کے خلاف ہے اور منشاء واقف کے خلاف کرنے کا اختیار کسی کو حاصل نہیں ہے۔

"شرط الواقف كنص الشارع: اى فى المفهوم والدلالة و وجوب العمل به۔" (الدر المختار على هامش رد المحتار۳/۴۱۶؛ كتاب الوقف مطلب فى قولهم شرط الواقف كنص الشارع)

لہٰذا صورت مسئولہ میں مسلک ومشرب کے اختلاف کی بنیاد پر ایک مسلمان میت کو مسلمانوں کے عام قبرستان میں دفن کرنے سے روکنا انتہائی غلط اور جاہلانہ عمل ہے، جو ایک مسلمان کے شایان شان نہیں ہے، جن لوگوں نے ایسا کیا بہت غلط کیا، انہیں چاہئے کہ صدق دل سے توبہ واستغفار کریں اور آئندہ اس طرح کی قبیح حرکت سے باز رہنے کا عزم مصمم کریں، مسلک ومشرب کی بنیاد پر آپس میں اختلاف وانتشار پیدا کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، تمام مسلمان کلمۂ واحدہ کی بنیاد پر متحد ومتفق ہوکر زندگی گذاریں۔

خصی کی نذر میں اس کی قیمت کا صدقہ کرنا:

ایک عورت نے نذر مانی کہ میرا لڑکا جو غائب ہے، اگر وہ مل گیا، تو ایک خصی فلاں مدرسہ میں صدقہ کروں گی، وہ لڑکا مل گیا۔ اب وہ چاہتی ہے کہ خصی صدقہ کرنے کے بجائے اس کی قیمت غرباء ومساکین پر صدقہ کرے، کیا اس طرح کی نذر ادا ہوجائے گی؟

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

متعین جگہ اور متعین چیز کی نذر ماننے کی صورت میں نذر ماننے والے پر اس متعین جگہ اور متعین چیز کی پابندی لازم نہیں ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں لڑکے کے مل جانے پر متعین مدرسہ میں خصی دینا ضروری نہیں ہے، اگر خصی کی قیمت فقراء ومساکین پر صدقہ کردیا جائے تو اس سے بھی شرعاً نذر ادا ہوجائے گی۔۔ (البحر الرائق:۱/۶۷)

" والنذر...... لا يختص بزمان ومكان و درهم و فقيرفلو نذر التصدق يوم الجمعة بمكة بهذا الدراهم على فلان فخالف جاز۔ "(الدر المختار على رد المحتار۳/۴۲۲، كتاب الصوم قبيل باب الاعتكاف) فقط والله تعالىٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 05 مورخہ ۲۸؍جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ مطابق ۴؍فروری ۲۰۱۹ء روز سوموار

ماسٹراسٹروک

نہرو خاندان پر گاندھی جی کے نظریات کا اثر ہو نہ ہو، لیکن اس نے اپنے نام کے ساتھ گاندھی کا ایسا لاحقہ لگا رکھا ہے کہ ان کے سیکولر نظریات پر انگشت نمائی کی ہمت کم لوگ جٹا پاتے ہیں، اندرا گاندھی، سنجے گاندھی، راجیو گاندھی، اطالوی نژاد سونیا گاندھی اور اب راہل گاندھی اور پرینکا گاندھی، گاندھی لگانے کی وجہ سے لوگ یہ بھول گیے کہ یہ لوگ گاندھی خاندان سے نہیں، نہرو خاندان سے آتے ہیں، جواہر لال نہرو کے ہندوستان کو ترقی دینے کے قابل قدر اور لائق ذکر کارناموں کے باوجود ملک وظیفہ گاندھی جی کا ہی پڑھتا رہا ہے، اسی لیے گاندھی جی ''راشٹر پتا'' ہو گیے۔ نہرو خاندان نے ہر دور میں اس حقیقت کو تسلیم کیا اور اپنے اس لاحقہ سے خوب فائدہ اٹھایا، جب کہ ارون نہرو، نہرو کے لاحقہ کے ساتھ سیاست میں مات کھا گیے، پھر اس خاندان کے جن لوگوں نے بی جے پی کا ساتھ پکڑ لیا وہ مخصوص ووٹوں کی وجہ سے پارلیامنٹ ضرور پہونچ گیے، وزارت کی کرسی پر بھی براجمان ہوئے، لیکن پورا ملک جانتا ہے کہ منیکا گاندھی اور ورون گاندھی کو اہل ملک نے کبھی وہ محبت نہیں دی جو سونیا گاندھی کو ملی، قوم نے اپنے عمل سے واضح کردیا کہ اب گاندھی خاندان وہ ہے جو سونیا سے چل رہا ہے، دوسرے لوگ راستہ بھٹک گیے ہیں۔

یہی وہ ملکی احساسات وخیالات تھے، جس کے نتیجے میں سیاسی اعتبار سے گاندھی خاندان کو تفوق اور برتری حاصل رہی ہے، راجیو گاندھی کی حادثاتی موت کے بعد کانگریس کی سیاست سونیا گاندھی کے گرد گھومتی رہی، غیر ملکی کے نام پر طارق انور اور شرد پوار جیسے لوگوں نے نیشنل کانگریس پارٹی بنائی، لیکن سونیا گاندھی نے اپنے عزم وحوصلہ جرأت اور قوت فیصلہ سے ملک کی سیاست کا رخ بدلا، یقیناً کانگریس کو پے در پے شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ چند صوبوں میں سمٹ کر رہ گئی، مگر سونیا گاندھی نے اپنی دونوں اولاد راہل اور پرینکا کی تربیت اس طرح کردی کہ وہ اس وقت ہندوستانی سیاست کو نیا رخ دینے کے لیے کمر بستہ ہیں، پہلے راہل گاندھی کانگریس کے صدر بنے جب تین صوبے بی جے پی سے واپس لے لیے تو ان لوگوں کی زبانیں بند ہوگئیں جو انہیں پپو کہہ کر ذلیل کیا کرتے تھے، اب راہل گاندھی نے ماسٹراسٹروک لگا کر پرینکا گاندھی کو کانگریس کا جنرل سکریٹری بنا کر مشرقی اتر پردیش کا چارج ان کے حوالہ کردیا ہے، یہ ایک ایسا اسٹروک ہے، جس سے بی جے پی حواس باختہ ہوگئی ہے اور اس کے ہوش اڑ گیے ہیں، اتر پردیش میں بی ایس پی، اس پی اتحاد بھی سکتے میں ہے؛ جس نے ۲۰۱۹ء کے پارلیمانی انتخاب کے لیے کانگریس کو صرف دو سیٹ چھوڑ کر بڑی فراخ دلی دکھائی تھی۔

آخر پرینکا گاندھی میں کیا خاص بات ہے کہ مخالفین پریشان ہیں، جو لوگ قریب سے انہیں جانتے ہیں، ان کا احساس ہے کہ وہ مضبوط قوت ارادی کی مالک ہیں، جرأت، انہیں ورثہ میں ملی ہے اور محنت ان کی گھٹی میں پڑی ہے، وہ اپنی دادی اندرا گاندھی کی طرح بولتی اور لوگوں کو کانگریس کی طرف راغب کرنے کا فن جانتی ہیں، اب تک وہ صرف اپنی ماں سونیا گاندھی اور بھائی راہل گاندھی کے حلقۂ انتخاب رائے بریلی اور امیٹھی تک محدود رہتی تھیں اور صرف انتخاب کے وقت ہی نمودار ہوتی تھیں، بقیہ وقت میں وہ اپنی خانگی زندگی سنبھالتی تھیں، ایک بیٹا اور ایک بیٹی کی ماں کا فرض نبھاتی تھیں، کانگریسیوں کا عرصہ سے اصرار تھا کہ وہ پارٹی میں کلیدی عہدہ سنبھالیں، اس سے عوام کا اعتماد پارٹی پر بڑھے گا، لیکن پرینکا گاندھی ہمیشہ اس سے دور رہنا چاہتی تھیں۔

لیکن اب پرینکا نے سرگرم سیاست میں حصہ لینا قبول کرلیا ہے، ان کے اس فیصلے سے کانگریسیوں میں نیا جوش وولولہ پیدا ہوا ہے، پرینکا نے اب تک جس جس سیٹ کی کمان سنبھالی، جیت ان کے قدموں میں آگئی، انہوں نے راجیو گاندھی کے چچا زاد بھائی ارون نہرو کو شکست فاش دلائی، جب مودی جی نے کانگریس کو بوڑھی کہا تو پرینکا نے ان کی تقریر کی ہوا یہ کہہ کر نکال دی کہ کیا میں آپ کو بوڑھی دکھتی ہوں، ایک بار اسمرتی ایرانی کے بارے میں کسی نے پوچھا تو کہا کون اسمرتی؟ اسمرتی ایرانی برسوں اس تذلیل کو بھلا نہیں پائیں اور آج وہ اس کرب کو یہ کہہ کر دور کر رہی ہیں کہ یہ راہل گاندھی کی ناکامی کا اعتراف ہے؛ حالاں کہ وہ خود انتخاب ہار کر وزیر بنی بیٹھی ہیں۔

کانگریس مخالف طاقتیں اس ماسٹراسٹروک کے اثرات کم کرنے کے لیے بھائی بہن میں اختلاف پیدا کرنے کی مہم میں ابھی سے جٹ گئی ہیں، اور وہ پرینکا کے عروج کو راہل کا زوال قرار دے رہی ہیں، تاکہ نمبر ون پر رہنے کی دوڑ کی وجہ سے دونوں تال میل کے ساتھ کام نہ کرسکیں، لیکن پرینکا گاندھی ''بٹیا'' نہیں ہیں، مکمل عورت ہیں، جس کی رگوں میں سیاست خون کی طرح دوڑتی بھاگتی ہے، وہ نو سال کی عمر سے امیٹھی جاتی رہی ہیں اور انہیں بساط سیاست پر ہر شہ کو مات دینے کا فن خوب آتا ہے۔

زہرافشانی

پوری دنیا میں مسلمانوں کے خلاف زہر افشانی کا کاروبار جاری ہے، بہت سارے لوگ اس زہر افشانی کے ذریعہ مقبولیت حاصل کرنا چاہتے ہیں، ظاہر ہے حصول مقبولیت کا یہ طریقہ غیر منصفانہ اور قابل مذمت ہے، ایسے ہی لوگوں میں یائرنیتن یاہو ہے، جو خیر سے اسرائیل کے وزیر اعظم بنیامن نیتن یاہو کا بڑا بیٹا ہے، اور وزیر اعظم کی سرکاری رہائش گاہ کو اپنا مسکن اور مستقر بنائے ہوئے ہیں، وہ باپ کے عہدہ کے سہارے باڈی گارڈ، ڈرائیور اور دیگر مراعات کا فائدہ اٹھاتا رہتا ہے، ایسے لوگ عموماً کبر کے شکار ہوکر مزاجاً سنکی ہوجاتے ہیں، اول فول بکتے رہتے ہیں اور کوئی ان کی زبان کو لگام دینے والا نہیں ہوتا؛ کیوں کہ وہ حکومت کے ''چھتر چھایہ'' میں زندگی گذارتے ہیں۔

یائرنیتن یاہو کا دماغ بھی ان دنوں آسمان پر ہے، اس نے اپنے فیس بک پیج پر تمام مسلمانوں کو اسرائیل سے نکلنے کی بات کہی ہے، اس کا خیال ہے کہ آئس لینڈ اور جاپان میں حملے نہیں ہوتے؛ اس لیے کہ وہاں مسلمان نہیں ہیں، ہم نہیں جانتے کہ یائر کے اس بیان میں کس قدر صداقت ہے کہ وہاں مسلمان نہیں ہیں، یائر کا یہ بیان اس قدر جارحانہ تھا کہ فیس بک نے اس پوسٹ کو ڈلیٹ کرکے ۲۴ گھنٹے کے لیے اس سنکی کی فیس بک پیج کو بلاک کردیا، یائر نے فیس بک کے اس عمل کو ''خیالات کی آمریت'' قرار دیا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ فیس بک کا یہ عمل قابل تعریف ہے، ہمارا خیال ہے کہ اسے ہر زہر افشانی کرنے والے کے پیج کو مستقل طور پر بلاک کردینا چاہیے، تاکہ پوری دنیا میں جس کسی کے خلاف بھی بے جا اور غلط نفرت پھیلانے کا کام کیا جارہا ہے اسے روکا جاسکے۔

غلط سوچ

وشو ہندو پریشد، دھرم سبھا، بجرنگ دل وغیرہ کا خیال ہے کہ مسلمانوں کی آبادی میں ہندوستان میں غیر معمولی اضافہ ہورہا ہے؛ کیوں کہ ان کے یہاں خاندانی منصوبہ بندی کا رواج ہندوؤں کی طرح نہیں ہے، ان کی سوچ یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کی آبادی اسی رفتار سے بڑھتی رہی تو ہندوستان مسلم اسٹیٹ ہوجائے گا، میگھالیہ کے ایک معزز جج نے اس وجہ سے ہندوستان کو ہندو راشٹر گھوست کرنے کا مشورہ حکومت کو دیا ہے، ان کا خیال ہے کہ اسے آزادی کے وقت ہی ہندو راشٹر بنا دینا چاہیے تھا، اس کام میں کافی تاخیر ہوچکی ہے، اگر اب بھی حکومت نے ان کا مشورہ نہیں مانا تو یہ ملک اسلامک اسٹیٹ ہوجائے گا۔

وشو ہندو پریشد کی جانب سے جموں کے پریڈ گراؤنڈ میں منعقد دھرم سبھا میں مسلمانوں کو ملک چھوڑنے کے ساتھ ہر ہندو کو پانچ بچے پیدا کرنے کی صلاح دی گئی، ہمیں خوشی ہے کہ ''ایک یا دو بچے گھر میں اچھے'' کا نعرہ لگانے والے یہاں تک پہونچ گیے اور اسلام کی اس تعلیم کو تسلیم کرلیا کہ خاندانی منصوبہ بندی فطرت سے بغاوت ہے اور اس بغاوت کا نتیجہ کبھی اور کسی دور میں اچھا نہیں رہا ہے، انہیں بھی خوش ہونا چاہیے کہ اس معاملہ میں ہم ان کے ساتھ ہیں، البتہ مہنت دنیش بھارتی کی تقریر کے دوسرے جز سے ہمیں سخت اختلاف ہے جس میں انہوں نے کہا کہ ان بچوں کے ہاتھ میں ہتھیار دو، ذرا سوچیے تو مہنت جی، آپ کیا کہہ رہے ہیں، یہ بچے اپنے ہتھیار کا استعمال اپنوں پر بھی کرسکتے ہیں، بچے تو بچے ہوتے ہیں، انہیں خیر وشر اچھے بُرے کی تمیز نہیں ہوتی، کیرالہ میں سبری مالا مندر معاملے میں اس کا تجربہ آپ کرچکے ہیں، پڑوس کے گھر میں قتل وغارت کی آگ جو آپ لگانا چاہتے ہیں وہ آپ کو بھی تو خاکستر کرسکتی ہے، دل کے اس بہلاوے سے باز آجائیے اور یہ دھیان رکھیے کہ آپ کو کچھ کھانے کو نہیں ملتا تو وہ خود کو کھانے لگتی ہے۔

ایوارڈ کی سیاست

ہندوستان میں آزادی کے قبل ہی سے ان لوگوں کو جنہوں نے کارہائے نمایاں انجام دیا ہو، اعزاز واکرام بشکل ایوارڈ دینے کی روایت رہی ہے، یہ ایوارڈ پرائیوٹ ادارے بھی دیا کرتے ہیں اور حکومتی سطح سے بھی اس کام کو کیا جاتا رہا ہے، ہمارے ملک میں حکومت کی جانب سے جو ایوارڈ دیے جاتے ہیں ان میں بھارت رتن، ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ، پدم شری، پدم بھوشن، ارجن ایوارڈ وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں، بھارت رتن سب سے بڑا شہری ایوارڈ ہے، جو بہت ہی نمایاں کام کرنے والے کو دیا جاتا رہا ہے، یہ کہنا ذرا مشکل ہے کہ ماضی میں اس ایوارڈ کے لیے منتخب ہونے والے سیاسی عینک سے دیکھے گیے تھے یا نہیں، لیکن منتخب شخصیتوں کا کردار اتنا واضح اور اہم ہوتا تھا کہ ان پر انگشت نمائی یا تو ہوتی نہیں تھی، یا کم ہوا کرتی تھی۔

لیکن اس بار جن تین شخصیات کا انتخاب اس باوقار ایوارڈ کے لیے کیا گیا ان کے بارے میں عام تصور یہی ہے کہ یہ آر ایس ایس سے متاثر لوگوں کو دیا گیا ہے اور پرنب مکھرجی کو چھوڑ کر ہندوستان کی تعمیر وترقی میں ان کا کوئی خاص کردار نہیں رہا ہے، نانا جی دیش مکھ آر ایس ایس کے مبلغ اور پرچارک تھے، بھوپن ہزاریکا بی جے پی کے سابق ایم پی اور گلوکار ایک خاص میدان کے تھے، اس میدان میں ان کی خدمت جو بھی ہو لیکن ہندوستان کو اس سے کیا فائدہ پہونچا محل نظر ہے، سابق صدر جمہوریہ پرنب مکھرجی نے پوری زندگی ہندوستان کی ترقی کے لیے اپنے کو وقف رکھا، لیکن وہ کانگریسی تھے، منظور نظر اس لیے بن گیے کہ انہوں نے آر ایس ایس کے پروگرام میں شرکت کی، اور ڈاکٹر ہیڈگوار کو بھارت ماتا کا سپوت قرار دیا، جس سے ان کی سیکولر شبیہ کو نقصان پہونچا، اس کی بھرپائی کے لیے یہ ایوارڈ ان کی خدمت میں پیش کیا گیا، اس طرح اگر ایوارڈ کی تقسیم جاری رہی تو یہ باوقار ایوارڈ بے وقار ہوجائے گا۔

ایوارڈ پر بات نکل آئی تو یہ بھی جان لیں کہ پبلک اداروں کی طرف سے دیے جانے والے ایوارڈ کی اہمیت بھی دن بدن ختم ہوتی جارہی ہے، کیوں کہ اس کا کوئی معیار باقی نہیں رہ گیا ہے، ہمارے ایک دوست جب بھی اپنے مدرسہ کا اجلاس کرتے ہیں تو تھوک کے بھاؤ میں ایوارڈ تقسیم کرتے ہیں، کوئی مڈل تو دیتے نہیں صرف ایک سرٹیفکیٹ بڑے سائز کا چھپوا کر حوالہ کردیتے ہیں، اللہ اللہ خیر صلی، ایک اور صاحب ہیں جو ایوارڈ لینے والے کو ہی تیار کرتے ہیں کہ خرچہ دو اور ایوارڈ لو، اس منصوبہ کے تحت اردو کی خدمت کا ایوارڈ وہ لے اڑتا ہے، جس کو اردو لکھنی نہیں آتی اور اچھے استاذ کا ایوارڈ اس کو مل جاتا ہے جس کی دلچسپی تعلیم وتدریس سے بالکل نہیں ہوتی، اچھے صحافی کا ایوارڈ اس کی جھولی میں جا گرتا ہے، جو رپورٹنگ بھی ذات برادری کے نام پر کرتا ہے اور چند سطری خبر بھی دوسروں سے بنوا کر بھیجتا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ یا تو ایوارڈ کے لیے اہل لوگوں کا انتخاب کیا جائے، یا اسے بند کردیا جائے۔

یادوں کے چراغ

حضرت مولانا محمد قاسم بھاگلپوریؒ

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

نامور عالم دین، استاذ الاساتذہ، مفسر قرآن، سابق امام وخطیب عیدین گاندھی میدان، بانی جامعہ مدنیہ سبل پور پٹنہ، مدرسہ قاسم العلوم مجیب پور فتوحہ، معہد ارشد کوروڈیہہ بھاگلپور مدرسہ تحفیظ القرآن لوہرواگھاٹ عالم گنج، رکن مجلس عاملہ رابطہ مدارس اسلامیہ ومجلس عاملہ مرکزی جمعیت علماء ہند، سابق پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، سابق صدر دینی تعلیمی بورڈ بہار وجھارکھنڈ، صدر جمعیت علماء بہار حضرت مولانا محمد قاسم بھاگلپوری اللہ کو پیارے ہوگیے، وہ ۲۷؍ جنوری کو نوری مسجد پٹنہ میں مغرب کی سنت ادا کرتے وقت گر گیے، مسجد کے پائے سے سر ٹکرانے کی وجہ سے برین ہیمرتج کے ساتھ سر کے ایک حصہ کی ہڈی ٹوٹ گئی، پی ایم سی ایچ، مگدھ ہوسپٹل میں علاج ممکن نہیں ہوا، تو پارس ہوسپیٹل پٹنہ میں داخل کیا گیا، سر میں خون جم گیا تھا، اس کی صفائی کے لیے دماغ کا کامیاب آپریشن ہوا، لیکن مغرب کی سنت میں جو اللہ اکبر کہا تھا وہی آخری کلمہ ثابت ہوا، کومہ کی حالت میں ۲۹؍جنوری ۲۰۱۸ء مطابق ۲۲؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ بروز منگل صبح کے تین بج کر نومنٹ پر سانس کی آمد ورفت رک گئی، مصنوعی آلات تنفس سے بھی اس کی بحالی ممکن نہیں ہوئی تو ڈاکٹروں نے سوری کہہ کر ملأ اعلیٰ کی طرف رخت سفر کا اعلان کر دیا، جنازہ کی پہلی نماز گاندھی میدان پٹنہ میں مولانا محمود اسعد مدنی، ناظم مرکزی جمعیت علماء ہند نے ساڑھے دس بجے پڑھائی، ا؍بجے دن جامعہ مدنیہ سبل پور میں، دوسری اور ۳۰؍جنوری ۲۰۱۹ء کو ان کے آبائی گاؤں کوروڈیہہ میں تیسری بار جنازہ کی نماز ہوئی اور گاؤں کے ہی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، پسماندگان میں ایک بیوی چار بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے، لڑکیوں کی شادی ہو چکی ہے، البتہ لڑکا محمد حارث ابھی زیر تعلیم ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسمؒ بن ثابت حسین بن حافظ حسین (م ۱۹۶۱ء) اپنے آبائی گاؤں کوروڈیہہ، ڈاک خانہ بدلو چک وایا جگدیش پور ضلع بھاگلپور بہار میں ۲۰؍نومبر ۱۹۵۳ء کو پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم علاقہ کے مشہور مدرسہ اسلامیہ اعزازیہ پتھنہ بھاگلپور اور مدرسہ اسلامیہ گیا میں پائی، اعلیٰ تعلیم کے لیے ۱۹۶۶ء میں دار العلوم دیوبند کا سفر کیا، چار سال تک وہاں کے نامور اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، بخاری شریف کا درس حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ سے لیا، ۱۹۷۰ء کے اوائل میں سند فراغ پائی، تدریسی زندگی کا آغاز ۱۹۷۱ء میں مدرسہ حسینیہ بیگا والا بجنور سے کیا، تین سال کے بعد مدرسہ اشرف المدارس کلٹی بردوان آگیے، چھ سال تک یہاں متوسطات تک کا درس دیا، ۲۰؍نومبر ۱۹۷۹ء کو مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ کے سینئر سیکشن میں آپ کی بحالی عمل میں آئی اور نومبر ۲۰۱۲ء میں مدت ملازمت پوری کر کے یہیں سے سبکدوش ہوئے۔

پٹنہ میری آمد ورفت اس وقت سے رہی ہے، جب میں درس وتدریس کی دنیا میں آیا، مدرسہ احمدیہ ابا بکر پور ویشالی سے وابستہ ہوا، مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی میں میرے بعض احباب اس زمانہ میں طالب علم ہوا کرتے تھے، زین الحق، صاحب چپراسی تھے، جن سے میری دور کی رشتہ داری بنتی تھی، مولانا عبد القیوم صاحب پرنسپل تھے، میں ان کی مادر علمی مدرسہ احمدیہ ابا بکر پور میں استاذ تھا، اس لیے شفقت کرتے تھے، ابا بکر پور کا ذکر چھڑ جاتا تو دیر تک مجلس جمتی اور بے تکلفی کے حدود تک پہونچ جاتی، میں جب تاریخ مدرسہ بورڈ لکھنے پر مامور ہوا تو مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ کی طرف آنا جانا زیادہ ہونے لگا حضرت مولانا محمد قاسم صاحب سے بھی دید وشنید ہوئی، لیکن بے تکلفی نہ اس وقت ہوئی اور نہ آج تھی، ان سے محبت تھی، عقیدت تھی، کام کے تئیں ان کی جدوجہد سے پیار تھا، خلوص کی قدردانی تھی، لیکن بڑے چھوٹے میں جو ایک فاصلہ رہتا ہے، اس لک ’’چھمن ریکھا‘‘ کو میں نے عبور کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔

پٹنہ مولانا کا وطن ثانی تھا، نفیس کالونی کے اپنے گھر میں رہائش تھی، جیسا کہ مذکور ہوا وہ ۱۹۷۹ء میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ کے سینئر سیکشن میں استاذ بن کر آئے، ایک سال بعد ہی نوری مسجد میں جو تبلیغی جماعت کا شروع ہی سے مرکز رہا ہے، درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا، یہ ۱۹۸۰ء کا سال تھا، خلوص سے کیے ہوئے تفسیر قرآن کے آغاز نے عند اللہ وعند الناس قبول عام حاصل کر لیا اور آج پٹنہ کی بہت ساری مسجدوں میں درس قرآن کا جو اہتمام ہو رہا ہے، اس میں اولیت میرے علم کی حد تک مولانا کو حاصل ہے، البتہ مجھے اپنی تاریخ دانی پر اصرار نہیں ہے۔

مولانا سے ملاقات کا سلسلہ چلتا رہا، لیکن تفصیلی ملاقات کی نوبت کبھی نہیں آئی تا آنکہ ۱۲؍نومبر ۱۹۸۶ء کو انہیں دینی تعلیمی بورڈ بہار کا صدر منتخب کیا گیا، یادداشت اگر خطا نہیں کر رہی تو یہ اجلاس کرشن میموریل ہال میں ہوا تھا، موقع تھا جمہوری کنونشن کا، اور نگاہ تھی فدائے ملت حضرت مولانا اسعد مدنیؒ کی، شخصیت بھی اہم اور نگاہ بھی دور رس، بروقت پہونچی اور حقدار تک پہونچی؛ چنانچہ مولانا محمد قاسم صاحب دینی تعلیم بورڈ کے صدر ہوگیے، مولانا موصوف بغیر صدارت کے بھی کام کر رہے تھے، اب یہ کہ ذمہ داری آنے پر کچھ زیادہ حرکت شروع ہوئی، بہار کے دور دراز کے دورے ہونے لگے۔ پٹنہ ہی میں ایک بار تذکرہ نکل گیا، مولانا نے چمپارن اور دور دراز کے علاقہ میں دینی تعلیمی بورڈ کی جدوجہد کا ذکر کیا، میں نے بڑی شوخی سے کہا کہ میں کیا جانوں؟ یہ پٹنہ سے چلنے والی ہوا تو ڈائرکٹ حاجی پور کے ساحل سے ٹکراتی ہے، وہاں تو اس کا اثر دیکھنے میں نہیں آتا، مولانا کو یہ بات اثر کر گئی، فوراً ہی انہوں نے ویشالی کے بعض علاقوں کا دورہ کیا، یاد آتا ہے کہ استی پور وغیرہ بھی گیے اور دینی تعلیم کی اہمیت وافادیت پر مؤثر گفتگو کی، جس سے ایک ماحول بنا۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ ایک فعال، پُرخلوص اور پرکشش شخصیت کے مالک تھے، مسکراہٹ ہر وقت ان کے چہرہ پر رہتی تھی، دینی تعلیم سے خاص شغف اور دینی تعلیمی بورڈ کی تحریک سے ایک خاص تعلق تھا وہ اسے کسی پلیٹ فارم کی کارکردگی سے زیادہ عبادت سمجھ کر کرتے تھے اور عبادت کے مثبت اثرات سے کون انکار کر سکتا ہے؛ چنانچہ مولانا کی لگن، خلوص اور عبادت والے انداز کا جو خاص اثر قلب وذہن پر پڑتا تھا؛ اسی کا اثر ہے کہ سبل پور میں لب سڑک جناب سمیع احمد صاحب سابق ایم۔ایل۔اے نے زمین عنایت کر دی تھی، جس پر جامعہ مدنیہ، سبل پور کا قیام عمل میں آیا، اس کے علاوہ پٹنہ، بھاگلپور جہان آباد، گیا، دھنباد، جمشید پور، گڈا، سمستی پور، چمپارن، کشن گنج وغیرہ میں مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جدوجہد سے دینی تعلیمی بورڈ کی تحریک پر مکاتب کام کرنے لگے، اس طرح مجموعی طور پر نئی نسل کی دینی تعلیم کا کچھ بندوبست ہو چلا۔

مولانا جب ۳۱؍اکتوبر ۲۰۱۲ء کی شام مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ کے پرنسپل ہوئے تو مدرسے کے قیام کو سو سال پورے ہو رہے تھے، مولانا نے بڑے تزک واحتشام کے ساتھ ۲۱، ۲۲، نومبر کو صد سالہ اجلاس کا انعقاد کیا، بڑی جد وجہد کی، سرکاری اداروں میں کام کا اپنا طریقہ ہوتا ہے، اور ان طریقوں کو برتنا علماء کے بس کا نہیں ہوتا، خصوصا مولانا جیسی شخصیت کے لیے یہ کوئی آسان مرحلہ نہیں تھا، مولانا نے بادل ناخواستہ اسے جھیلا، خود تو سبکدوش ہونے والے تھے، اس لیے اپنا مفاد کیا رہتا، ادارہ کی ترقی مطمح نظر تھی، گو وہ بھی بعض داخلی وخارجی حالات کی وجہ سے ممکن نہ ہو سکی، منصوبے بنے اور دھرے کے دھرے رہ گیے۔

اس موقعہ سے مولانا نے تعلیم کے موضوع پر جو سمینار کیا، اس میں مجھے بھی یاد کیا، بلکہ اصرار کیا کہ تمہیں کچھ لکھنا ہے، چنانچہ ’’معاصر دینی تعلیم اور عصر حاضر کے تقاضے‘‘ کے عنوان سے میں نے مقالہ لکھا اور پڑھا، آج بھی اس مقالے کی صدائے باز گشت علمی دنیا میں گونجتی رہتی ہے مقالہ میں نے لکھا تھا، لیکن کریڈٹ تو مولانا کو ہی جاتا ہے کہ مجھ سے لکھوالیا۔

مولانا نے مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ کی ملازمت کے ساتھ ایک آزاد معیاری مدرسہ کے قیام کی جدوجہد کو جاری رکھا، اور پٹنہ آنے کے صرف دس سال بعد ۱۹۸۹ء کے آخر میں مولانا کی یہ جدوجہد رنگ لائی اور جامعہ مدنیہ کا قیام عمل میں آیا، اکابر جمعیت کے دست مبارک سے آغاز ہوا، مولانا سید ارشد مدنی، قاری محمد عثمان اور حضرت مولانا شاہ عون احمد قادری کی دعائیں ملیں، قرآن کریم کے دو آل بہار مسابقوں کے انعقاد سے (جو ۴، ۵؍دسمبر ۱۹۹۶ء اور ۳۰؍مئی ۲۰۰۳ء کو منعقد ہوا) کلام اللہ کا فیض پہونچا، دیکھتے دیکھتے پودہ بڑا ہوا، شاخیں سایہ دار نکل آئیں۔ اخلاص وللّٰہیت کے جذبہ سے لگایا یہ پودہ اس طرح برگ وبار لایا، جس کے تصور سے ہی دانتوں پسینے آجاتے ہیں، مولانا کے ذریعہ کئی مساجد کی تعمیر ہوئی، دینی باتیں لوگوں تک پہونچانے کے لیے ندائے قاسم کا اجراء ہوا، مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ سے سبکدوش ہونے کے بعد سارا وقت جامعہ کی خدمت میں لگ رہا تھا، اس جدوجہد کے نتیجے میں ادارہ کو اچھے افراد، اچھے اساتذہ، اچھے قلم کار اور اچھے معاونین دستیاب ہیں، نصاب میں علوم دینیہ اور عصریہ کا حسین امتزاج ہے، سات سو طلبہ، چالیس اساتذہ، مکاتب کا نظام اور ان کے چودہ اساتذہ کا حق المحنت الگ، یہ کار نہیں، کارنامہ ہے، عمل نہیں کرامت ہے۔ اللہ رب العزت مغفرت فرمائے اور خدمات کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ آمین

کتابوں کی دنیا

مساجد کی شرعی حیثیت اور ائمہ کرام کی ذمہ داریاں

: ایڈیٹر کے قلم سے

مساجد کی شرعی حیثیت اسلام کے مسلمات میں سے ہے، قرون اولیٰ اور اس کے بعد تک یہ اسلام اور مسلمانوں کی سرگرمیوں کا مرکز ومحور رہا ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکۃ المکرّمہ سے ہجرت کے بعد مدینہ پہونچنے سے قبل ہی قبا میں کئی روز قیام فرما کر مسجد کی تعمیر کروائی، پھر مدینہ منورہ پہونچنے کے بعد مسجد نبوی کی تعمیر میں بذات خود حصہ لیا اور ترجیحی بنیاد پر اول مرحلہ میں اس کام کو انجام دیا۔

مساجد کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ روئے زمین کے تمام مکانوں کا سلسلۂ نسب کعبۃ اللہ پر جا کر ختم ہوتا ہے، یہ لوگوں کے لئے تعمیر کردہ پہلا گھر ہے جو مکۃ المکرّمہ میں ہے، اور سارے جہان کی ہدایت کے لئے ہے، نمازوں میں ہمارا رخ اس کی طرف ہوتا ہے، اور اللہ رب العزت کی بے پناہ تجلیات اور برکات جو کعبۃ اللہ پر نازل ہوتی ہیں، قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھنے سے ہماری مساجد اور گھروں تک پہونچتی ہیں، اس زاویہ سے دیکھیں تو مساجد کا قیام اور اس سے تعلق اللہ کی رحمت وبرکت کے گاؤں، محلوں اور گھروں تک پہونچنے کا بڑا ذریعہ ہے، یوں اللہ قادر مطلق ہے اور اس کی رحمت اسباب کی پابند نہیں، لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا دار الاسباب ہے۔

مساجد ہمارے اجتماعی نظام کا مظہر ہیں، لیکن یہ مظہر جماعت کی نماز اور ائمہ کرام کی امامت کے بغیر سامنے نہیں آتا، اس لئے اس اجتماعی نظام کو زمینی سطح پر برپا اور نافذ کرنے کے لئے امام کی اقتداء ضروری ہے اور اقتداء کا مطلب ہے کہ جماعت کی نماز میں، اٹھنے بیٹھنے، رکوع، سجود، قومہ، قیام سب میں امام کی پیروی کی جائے، ساتھ کیا جائے، کیونکہ امام ہوتا ہی اس لئے ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے۔

گویا امام کی حیثیت مقتدیٰ کی ہے، اور سماج کو صالح رخ پر تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ آگے بڑھانا اس کی ذمہ داری ہے، وہ علم وعمل، زہد وتقویٰ، اخلاص وللّٰہیت، خشوع وخضوع، دردمندی وفکرمندی میں دوسروں سے ممتاز ہو، وہ نہ صرف اندر سے اچھا ہو، بلکہ باہر سے بھی اپنے تعلقات ومعاملات، بود وباش وغیرہ کے اعتبار سے اچھا دِکھتا ہو، کیونکہ اس کی حیثیت صرف امام کی نہیں داعی کی بھی ہے، اور داعی اپنے اخلاق وکردار سے مدعو کے دل میں کشش پیدا نہ کر سکے تو اس کا کام دشوار ہو جائے گا۔

رفیق مکرم مولانا محمد شبلی القاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ جو خود بھی ایک زمانہ تک امام رہے ہیں اور جنہوں نے مدینہ منورہ کی پاکیزہ اور مقدس فضاؤں میں برسوں تدریس کے فرائض انجام دیئے ہیں، امارت شرعیہ کے کاموں کو زمین پر اتارنے میں ان کا تعاون ہر دور میں رہا ہے، اب ذمہ دارانہ طور پر امارت شرعیہ سے وابستہ ہیں، حضرت امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم نے خصوصیت سے شعبہ امور مساجد ان کے حوالہ کیا اور وہ پوری تندہی کے ساتھ اس شعبہ کو مضبوط بنانے میں لگے ہوئے ہیں، انہوں نے ’’مساجد کی شرعی حیثیت اور ائمہ کرام کی ذمہ داریاں‘‘ کے عنوان سے مفید، کارآمد اور بہت ساری جزئیات پر مشتمل رسالہ تیار کیا ہے، مساجد کی شرعی حیثیت واضح کرنے کے بعد انہوں نے ائمہ کرام کو ان ذمہ داریوں کا احساس دلایا ہے اور جن امور پر ان کو توجہ دینی چاہئے اس کی طرف راہنمائی کی ہے۔

امید ہے کہ اس کتاب کی اشاعت سے مساجد کی مرکزیت کا احساس بیدار ہوگا اور ائمہ کرام اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں مزید حساس ہوں گے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے فیض کو عام تام فرمائے۔ آمین یا رب العٰلمین وصلی اللہ علی النبی الکریم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین.

پرنب مکھرجی کو 'بھارت یا بھاگوت رتن' ایوارڈ؟

عبد العزیز

عام طور پر 'بھارت رتن، پدم بھوشن' جیسے ایوارڈ سرکار کی طرف سے فنون، ادب اور علمی وعوامی خدمات پر یہ اعزاز عظیم شخصیتوں کو دیا جانا چاہئے۔ پہلے جو اعزاز دیئے جاتے تھے اس میں اس کا خیال رکھا جاتا تھا لیکن آہستہ آہستہ سرکار اپنی من پسند شخصیتوں کو یہ اعزاز دینے لگی ہے۔ ابھی جن تین شخصیتوں کو بھارت رتن کے اعزاز سے نوازا گیا جس میں سابق صدر جمہوریہ پرنب مکھرجی، بھوپن ہزاریکا اور نانا جی دیشمکھ شامل ہیں۔ سرکار نے ایک تیر سے کئی شکار کرنے کی کوشش کی ہے۔ 2019ء کا الیکشن پیش نظر ہے۔ آسام میں شہریت کے بل کے خلاف غم وغصے کی لہر پائی جاتی ہے۔ اس کو دبانے کیلئے حکومت نے آسام کے ایک فنکار و موسیقار بھوپن ہزاریکا کو پس از مرگ بھارت رتن ایوارڈ دیا گیا ہے۔ سرکار اپنے اس مقصد میں کتنا کامیاب ہوگی، کہا نہیں جا سکتا۔

جہاں تک نانا جی دیشمکھ کا تعلق ہے تو نانا جی دیشمکھ آر ایس ایس کے بانی کے بی ہیڈ گیوار سے متاثر تھے اور آر ایس ایس میں انہی سے متاثر ہوکر شامل ہوئے تھے۔ بعد میں آر ایس ایس کی سیاسی جماعت 'جن سنگھ' میں شامل ہوئے۔ جنتا پارٹی کے ٹکٹ سے کامیاب ہوئے تھے اور اس کی حکومت میں شامل ہوئے تھے۔ 1980ء میں سیاست سے کنارہ کش ہوگئے تھے اور دیہی علاقوں کی ترقیات کیلئے کام کرنے لگے تھے۔ 1999ء میں این ڈی اے سرکار نے انھیں راجیہ سبھا کا ممبر بنایا تھا۔ نانا جی دیشمکھ صحیح معنوں میں سنگھ پریوار یا آر ایس ایس کے آدمی تھے اور آر ایس ایس اور اس کی سیاسی تنظیم کے نظریہ ساز بھی تھے۔ اس لئے موجودہ آر ایس ایس کی سرکار کا نانا جی دیشمکھ کو ہندستان کے سب سے بڑے سرکاری اعزاز سے نوازنا کوئی تعجب اور حیرت کی بات نہیں ہے۔

پرنب مکھرجی جنھوں نے اپنی ساری سیاسی زندگی کانگریس میں گزاری اور کانگریس کی وجہ سے ہی صدر جمہوریہ ہند کے عہدے تک پہنچے۔ مسٹر راجیو گاندھی کے زمانے میں انھوں نے کانگریس سے الگ ہوکر 'راشٹریہ کانگریس' کے نام سے ایک تنظیم قائم کی تھی۔ ایک دو سال تک اس پارٹی کو آگے بڑھانے اور ترقی دینے میں لگے ہوئے تھے لیکن کوئی بھی بڑی شخصیت میں اس پارٹی میں شامل نہیں ہوئی اور نہ عوام میں اس کی کوئی مقبولیت ہوئی۔ بالآخر انھیں کانگریس کا دامن تھامنا پڑا۔ سونیا گاندھی اور منموہن سنگھ کے زمانے میں انھیں عروج اور ترقی ملی۔ پہلے وزیر دفاع بنائے گئے، پھر انھیں وزیر خزانہ کا عہدہ سونپا گیا، اس کے بعد وزیر خارجہ بھی رہے۔ اس طرح انھیں کئی عہدے دے کر آزمایا گیا۔ منموہن سنگھ لوک سبھا کے ممبر نہیں تھے اس لئے لوک سبھا کے لیڈر آف ہاؤس پرنب مکھرجی ہی تھے۔ جب صدر جمہوریہ کے انتخاب کا موقع آیا تو بڑی ہوشیاری اور حکمت عملی سے سونیا گاندھی کو وہ رام کرنے میں کامیاب ہوئے اور ملک کے صدر کے عہدہ تک پہنچے۔ کانگریس کے لوگوں کو امید تھی کہ صدارت کی کرسی سے سبکدوش ہونے کے بعد ان کا کانگریسی ذہن زائل نہیں ہوگا لیکن دیکھنے میں یہ آیا کہ بہت جلد وہ سنگھ پریوار سے قریب ہوگئے۔ جب انھیں آر ایس ایس کے سنچا لک موہن بھاگوت نے ناگپور کے سالانہ اجلاس میں مدعو کیا تو سیکولر اور صاف ذہن کے لوگوں کی مخالفت کے باوجود انھوں نے آر ایس ایس کی دعوت قبول کی۔ اگرچہ انھوں نے وہاں آر ایس ایس کے نظریے اور فلسفے کی تائید نہیں کی لیکن آر ایس ایس کے بانی سر سنچا لک کے بی ہیڈ گیوار کو 'Son of Soil' (دھرتی کا پُتر) کہا۔ اس کا صاف مطلب تھا کہ مسٹر کے بی ہیڈ گیوار نے جو آر ایس ایس کے ذریعہ زہر پھیلایا ہے اپنی سرگرمیوں، اپنی تقریروں، تحریروں اور بیانات کے ذریعہ اس کی انھوں نے ایک طرح سے پذیرائی کی اور اس پر اپنی مہر ثبت کی۔

پرنب دا کی اپنی بیٹی نے ان کے خلاف سخت مخالفت کی تھی اور ان کے جانے سے پہلے کہا تھا کہ اگر آپ ناگپور کے آر ایس ایس کے اجلاس میں گئے تو سنگھ پریوار والے آپ کی تقریر اور آپ کی شرکت سے فائدہ اٹھائیں گے اور اسے اپنے فلسفے اور نظریے کی تائید سمجھیں گے اور اس کا بھرپور پرچار کریں گے۔ پرنب مکھرجی نے اپنی بیٹی کی بات تو نہیں مانی۔ ان کی بیٹی کی بات سو فیصد صحیح ثابت ہوئی۔ کچھ ہی دنوں کے بعد موہن بھاگوت نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ مغربی بنگال میں پرنب دا کے ناگپور جانے اور آر ایس ایس کے اجلاس میں شرکت کرنے سے تنظیم کا کام دس گنا بڑھ گیا ہے۔ آج جبکہ بھگوا حکومت نے انھیں بھارت رتن کا اعزاز دیا ہے تو بہتوں کے دل میں یہ شبہ پیدا ہوا ہے کہ ناگپور جانے کا انھیں انعام ملا ہے بلکہ یہ بھی شبہ پیدا ہوتا ہے کہ ممکن ہے موہن بھاگوت نے دورانِ گفتگو ناگپور کی دعوت دیتے ہوئے انھیں مدبر اور عظیم سیاستداں کہا ہو اور بھارت رتن کے ایوارڈ کے لائق بھی بتایا ہو۔ یہ وہ اشارہ اور یہ وہ لالچ تھا جو انھیں کھینچ کر ناگپور لے گیا۔ ایک کثیر الاشاعت انگریزی روزنامہ 'دی ٹیلی گراف' کی (26 جنوری) کی سرخی ہے: "Bharat, not Bhagwat, Ratna" (بھارت نہیں بھاگوت رتن)۔ دی ٹیلیگراف نے بھارت رتن کے اعزاز کو خدمات کے بجائے انتخابی اور جماعتی مفادات بتایا ہے۔ میرے خیال سے بھی انگریزی اخبار کی یہ بات غلط نہیں ہے۔ پرنب مکھرجی کے بارے میں یہ رائے ہے کہ وہ فرقہ پرست لیڈر رہے تھے اور ہیں۔

جنگی پور (ضلع مرشد آباد) سے جب وہ لوک سبھا الیکشن کیلئے کھڑے ہوئے تو انھوں نے کئی مسلم جماعتوں سے تعاون کی درخواست کی۔ راجیہ سبھا کے ایم پی حسن عمران نے شہر کے کئی گنے چنے لوگوں کو ان سے اس موقع پر ملاقات کرائی۔ اسی روز 'دی ہندستان ٹائمز' میں اداریہ چھپا تھا کہ نرسمہا راؤ بی جے پی کے پہلے وزیر اعظم تھے۔ جب میں نے ہندستان ٹائمز کی طرف توجہ دلائی تو پرنب دا نے فوراً کہا کہ میں اس وقت کابینہ میں نہیں تھا۔ اس طرح کئی مواقع پر ان سے ملنے کا اتفاق ہوا تو اندازہ ہوا کہ پرنب مکھرجی دوہری شخصیت کے مالک ہیں۔ ان کو پہچاننا، ان سے کام لینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ موہن بھاگوت نے جب تک حرص و لالچ کی طرف اشارہ نہیں کیا ہوگا اس وقت تک اپنی شخصیت کو پرنب مکھرجی خطرے میں نہیں ڈال سکتے۔ اب پتہ چل رہا ہے کہ موہن بھاگوت نے پرنب مکھرجی سے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا اور ایسے موقع پر پورا کیا جب 2019ء کا الیکشن ہونے جا رہا ہے۔ وزیر اعظم نریندر مودی نے اپنے ٹوئیٹر پر کہا ہے کہ ''پرنب دا ہمارے وقت کے بڑے مدبروں میں شامل ہیں۔ انھوں نے ایک مدت تک بغیر کسی غرض وغایت کے مسلسل ملک وقوم کی خدمت کی ہے جس کا اثر آج تک دکھائی دیتا ہے۔ ان کی ذہانت اور دانشمندی سے ملک کو ترقی حاصل ہوئی ہے۔ کچھ ہی لوگ ہیں جو ملک میں ان کی برابری کر سکتے ہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ پرنب دا جیسی عظیم شخصیت کو 'بھارت رتن' سے نوازا جا رہا ہے''۔ مودی جی کا بیان آچکا ہے اور اسی قسم کا بیان موہن بھاگوت جی کا آئے گا۔ ٹیلیگراف کے مطابق پرنب دا کو بھارت رتن نہیں بھاگوت رتن کا انعام ملا ہے۔

انتخابی سیاست کا رشتہ اخلاق سے استوار کرنے کی ضرورت

عارف عزیز (بھوپال)

ایک جمہوری ملک میں انتخابات کی جو اہمیت ہے، دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہندوستان کے عوام یقین، مقصد اور تربیت کی کمی کے سبب اس سے پوری طرح واقف نہیں، گزشتہ کئی عام انتخابات میں رائے دہندگی کے تناسب پر نظر کی جائے تو واضح ہوجاتا ہے کہ عوام کی ایک بڑی تعداد الیکشن میں اپنی رائے کے اظہار کو ضروری نہیں سمجھتی اور جو نہایت بے دلی کے ساتھ ووٹنگ میں حصہ لیتے ہیں، ان کے سامنے بھی مختلف سیاسی جماعتوں کی کارکردگی یا پالیسی وپروگرام سے زیادہ کھوکھلی نعرہ بازی، مذہبی وابستگی اور ذات وبرادری کے رشتوں کو اہمیت زیادہ ہوتی ہے، اس سلسلے میں خود سیاسی جماعتوں کا حال یہ ہے کہ ان کے نزدیک جمہوری روایات کی آبیاری اور رائے عامہ کی تربیت کے بجائے اقتدار کی برقراری، حکومتی سرگرمیاں یا اس کا حصول اول وآخر بن گیا ہے، اس طرح ہر چیز پر سیاست کا رنگ اتنا گہرا ہوگیا ہے کہ سیاست کے معنی ہی اقتدار کی جنگ کے ہوکر رہ گئے ہیں۔ آج تمام سیاسی جماعتیں مختلف شکلوں میں سرمایہ اکٹھا کرتی ہیں، لیکن قومی پارٹیاں اس معاملے میں سب سے آگے ہیں، نتیجہ یہ ہے کہ ہر الیکشن پہلے والے الیکشن سے کہیں زیادہ ناجائز طریقوں کو فروغ دینے والا ثابت ہوتا ہے اور اخلاقی اعتبار سے سیاسی زندگی کو پہلے سے زیادہ پراگندہ کردیتا ہے، اس مرتبہ مذکورہ صورت حال میں کمی ضرور آئی ہے، لیکن در پردہ کیا ہوتا رہا، یہ کسی کو معلوم نہیں۔ آج سب سے پہلی ضرورت قومی زندگی میں اخلاقیات، ضبط ونظم اور دیانت داری کے وقار کو بحال کرنے کی ہے، یہی وہ بنیادی شرط ہے جس کے بغیر صلاح وفلاح کی کوشش کامیاب نہیں ہوسکتی، مہاتما گاندھی ہمیشہ ذرائع کی پاکیزگی پر زور دیا کرتے تھے، وہ اچھے مقاصد کے لیے بہتر وسائل بروئے کار لانے کے قائل تھے؛ لیکن اب دنیا بدل گئی ہے، ہر اس برائی کو خوبی کا درجہ دے دیا گیا ہے، جس کے ذریعے اقتدار میں رہنے یا اس پر قبضہ کرلینے کا مقصد پورا ہوتا ہو۔

یہی وجہ ہے کہ دورخا پن اور ریاکاری جزو زندگی بن گئی ہے، جو لوگ غریبی ہٹاؤ کا نعرہ لگاتے رہے ہیں، وہی رہن سہن کے بلند ترین معیار کے سب سے بڑے شیدائی ہوگئے ہیں، حالانکہ بڑے لوگوں کے معیار زندگی میں تبدیلی کئے بغیر غریب اور امیر کے فرق کو کم نہیں کیا جاسکتا، خواہ ترقیاتی منصوبوں کے ضمن میں جو بھی سرکاری اعداد وشمار دیئے جاتے رہیں، نمائش، اسراف اور تکبر کا انسداد پیداوار کی شرح میں اضافے سے کہیں زیادہ ضروری ہے، دولت میں کوئی قباحت نہیں، برائی اس کی بیہودہ نمائش سے پیدا ہوتی ہے، خاص کر ایک ایسے معاشرہ میں جس کی بڑی اکثریت کو دو وقت پیٹ بھر کھانا نصیب نہ ہو، جب ہمارے سیاسی اور حکومتی رہنما جھونپڑیوں اور ٹوٹے پھوٹے مکانوں کے درمیان عالی شان بنگلوں میں رہتے ہوں، یا بس میں جگہ حاصل کرنے کے لیے دھوپ میں پگھلتے مسافروں کی قطاروں کے سامنے لاکھوں کی موٹر میں سوار ہوکر گزر جاتے ہوں اور عوام بھی جانتے ہوں کہ سیاسی اقتدار کے ان بلند مقامات پر فائز ہونے سے پہلے ان میں بیشتر نے ایک پیسہ بھی اپنی محنت سے نہیں کمایا تھا تو اگر عوام کے دلوں میں اس نظام کے تئیں بیزاری یا اس طریقہ انتخاب کے لیے عدم دلچسپی پیدا ہو، جس نے حکمرانوں کی اس کھیپ کو جنم دیا ہے تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟

یہی وہ پس منظر ہے، جس میں الیکشن سے عوام کی بے توجہی کے صحیح خدوخال کا جائزہ لیا جاسکتا ہے؛ لیکن ملک کے جمہوری نظام کے لیے خطرہ کی گھنٹی سے کم نہیں جو نئے آزاد ہونے والے ملکوں میں صرف ہمارے یہاں برگ وبار لایا ہے اور آگے بھی اس کا فروغ مقصود ہے تو اس نظام کو ملک کی معاشی اور معاشرتی تبدیلی کا آلہ کار بنانا ہوگا اور یہ تبدیلی بھی ان جمہوری طریقوں سے لانی پڑے گی جو قربانی، احتساب اور ایثار کے بغیر ممکن نہیں، ظاہر ہے کہ قربانی کا مطالبہ انہی سے کیا جائے گا جن کے پاس دینے کو کچھ ہوگا نہ کہ قربانی کی دعوت بہرہ مند لوگ غیر بہرہ مند طبقوں کو دینے لگیں جیسا آج ہمارے یہاں ہو رہا ہے۔

ملک میں جمہوریت کے استحکام اور انتخابات کے تئیں عوامی دلچسپی کو بیدار کرنے کے لیے لازمی ہے کہ سیاست کا رشتہ اخلاقیات سے جوڑا جائے اور معاشرے میں فساد کیوں اوپر سے نیچے کی طرف آرہا ہے، اس کے لیے اس کے تزکیہ کا عمل بھی اوپری سطح سے شروع کیا جائے، ورنہ وہ دن دور نہیں جب موجودہ سیاسی انتظام اور انتخابی نظام ہی سے عوام کا اعتماد اٹھ جائے گا۔

موجودہ حالات میں اسلام کی رہ نمائی

مولانا سید جلال الدین عمری

اس ملک میں مسلمان پندرہ تا بیس کروڑ ہیں؛ لیکن ان کی اس پریشانی کو نہ حکومت محسوس کررہی ہے نہ کوئی سیاسی جماعت ۔کسی کے بھی ایجنڈے میں مسلمانوں کے مسائل کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اتنی بڑی آبادی گویا قابل ذکر ہی نہیں ہے۔سیاسی بحثیں ہوتی ہیں،لیکن اس میں اس بڑی امت کے مسائل کا کہیں ذکر نہیں آتا۔آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں جماعت ذکر کررہی ہےاور فلاں جماعت ذکر نہیں کررہی ہے۔کوئی بھی جماعت آپ کے کسی مسئلے کو اپنانے یا سیاسی سطح پر اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہے۔حالات پوری طرح آپ کے سامنے ہیں۔ان حالات میں بار بار یہ سوال کیا جاتا ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟اس سلسلے میں چند باتیں عرض کی جارہی ہیں:

1۔ حالات سے باخبر رہیے : پہلا کام یہ ہے کہ اپنے گردوپیش کے حالات سے باخبر رہیے، ملک کے بلکہ پوری دنیا کے حالات سے واقف رہیے اور مناسب تدابیر اختیار کیجیے۔ یہ نہ ہو کہ جب کوئی واقعہ پیش آجائے تو ہم کہیں کہ ہمیں اس کی توقع نہیں تھی،ہمیں اس کا اندازہ نہیں تھا،یا ہم اس طرح نہیں سوچ رہے تھے۔زندہ قوموں کی علامت یہ ہے کہ وہ حالات سے باخبر رہتی ہیں اور نازک سے نازک حالات میں اپنے لیے راہیں نکالتی ہیں۔آپ اپنے عمل سے اپنی زندگی کا ثبوت پیش کیجیے۔حالت جنگ میں قرآن کی تعلیم ہے: خُذُواْ حِذْرَکُم (النساء: 71)(اپنی احتیاط رکھو) یہ ہدایت ہر طرح کے نازک حالات کے لیے ہے۔

2۔ حوصلے اور ہمت کے ساتھ رہیے : دوسری بات یہ ہے کہ حوصلے اور ہمت کے ساتھ رہیے۔ یہ نہ ہو کہ آپ گھبرا کر حوصلہ چھوڑ بیٹھیں اور آپ کا عزم یا ارادہ ڈگمگانے لگے۔پیغمبروں کا اسوہ یہی ہے۔ وہ نازک سے نازک حالات میں بھی ہمت نہیں ہارتے۔ ہر پیغمبر کی تاریخ سے اس کا ثبوت ملے گا۔ حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لے کر دریائے نیل کی طرف بڑھ رہے تھے۔ پیچھے سے فرعون کا لشکر آگیا۔ بنی اسرائیل پر دہشت طاری ہوگئی اور کہنے لگے:إِنَّا لَمُدْرَکُون (الشعراء: 61)(اب ہم بچ نہیں سکتے)اب تو ہم پکڑے گئے۔ سامنے دریا ہے اور پیچھے فرعون کا لشکر ہے۔اس نازک صورت حال میں حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: کَلَّا إِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ. (ہرگز نہیں، میرا رب میرے ساتھ ہے۔وہ مجھے راستہ دکھائے گا)۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے دریا پر عصا مارا تو دریا شق ہوگیا اور دو حصوں میں منقسم ہوگیا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل کو لے کر نکل گئے۔فرعون نے دیکھا کہ راستہ کھلا ہے تو وہ بھی اپنی فوج کے ساتھ دریا میں اتر گیا۔اس وقت دریا کے دونوں پاٹ مل گئے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ساتھ دریا پار کر گئے اور فرعون اپنے لشکر کے ساتھ غرق ہوگیا۔آپ نے دیکھا، کیسے نازک حالات تھے اور عزم کا یہ حال ہے کہ سامنے دریا اور پیچھے فرعون کا لشکر۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کہہ رہے ہیں: ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔جس خدا کے بھروسے پر ہم نکلے ہیں، وہ ہمیں یوں ہی نہیں چھوڑے گا، وہ راستہ دکھائے گا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ کے راستے میں جو لوگ نکلتے ہیں،ان کے لیے اللہ راستہ نکالتا ہے۔

ایک اور مثال دیکھیے !اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے موقع پر غار ثور میں روپوش تھے۔ دشمن آپ کی تلاش میں غار کے قریب پہنچ گئے۔حضرت ابوبکرؓ کو تشویش ہوئی کہ یہ غار کے دہانے پر کھڑے ہیں،کہیں ہمیں دیکھ نہ لیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ناگہانی پریشانی سے دوچار نہ ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لاَ تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا. (التوبۃ: 40)(غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے)دشمن اپنے مقصد میں کام یاب نہ ہوں گے اور وہ کام یاب نہیں ہوئے۔ یہ عزم اور حوصلہ اپنے اندر پیدا کیجیے،اگر آپ اللہ کے دین پر قائم ہیں اور سرگرم ہیں تو یقین جانیے ،اللہ کی مدد آپ کو ضرور حاصل ہوگی۔

3۔ ناامید نہ ہوں: حالات کتنے ہی سخت کیوں نہ ہوں،آپ مایوس نہ ہوں۔ مایوسی کسی بھی فرد اور قوم کے لیے سمِ قاتل ہے۔ جب آدمی پر مایوسی طاری ہوجاتی ہے تو وہ خود بخود موت کی آغوش میں پہنچ جاتا ہے۔ یہی حال قوموں کا ہے۔کسی قوم پر اگر یاس کا عالم طاری ہوجائے تو وہ اپنی قوتِ حیات کھو بیٹھتی ہے۔

حالات سے مایوسی کا مطلب یہ ہے کہ ہم صرف ظاہری صورت حال اور اپنے وسائل و ذرائع کو دیکھ رہے ہیں اور اس حقیقت کو فراموش کررہے ہیں کہ یہاں اللہ تعالیٰ موجود ہے،جس کی قدرت بے پایاں ہے۔وہ چاہے تو بدترین حالت کو خوش گوار ماحول میں تبدیل کرسکتا ہے۔ایک مومن کو ہمیشہ اس کی رحمت سے پر امید ہونا چاہیے۔قرآن کہتا ہے: وَمَن یَقْنَطُ مِن رَّحْمَۃِ رَبِّہِ إِلَّا الضَّآلُّون. (الحجر: 65)(بھٹکے ہوئے لوگ ہی اللہ کی رحمت سے مایوس ہوتے ہیں)اللہ کے نیک بندے خدا کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے: وَلاَ تَیْئَسُواْ مِن رَّوْحِ اللّٰہِ إِنَّہُ لاَ یَیْئَسُ مِن رَّوْحِ اللّٰہِ إِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُون (یوسف: 81)(اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو،اللہ کی رحمت سے مایوس تو کافر ہی ہوتے ہیں۔)

اس کی قدرت کا ادنیٰ کرشمہ یہ ہے کہ جب ہر طرف خشک سالی چھا جاتی ہے، بارش کے آثار کہیں دکھائی نہیں دیتے،پیشین گوئی کرنے والے بھی مایوس ہوجاتے ہیں تو اچانک بادل اٹھتے ہیں اور زمین باران رحمت سے سیراب ہوجاتی ہے: وَھُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِن بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَیَنشُرُ رَحْمَتَہُ وَھُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ (الشوریٰ: 28)(وہی اللہ ہے جو بارش اس وقت برسانے لگتا ہے جب کہ لوگ اس سے مایوس ہو جاتے ہیں، وہ اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے۔وہی سب کا سرپرست اور قابل تعریف ہے)کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ حالات کا رخ بدل سکتا ہے اور ہر طرف اللہ کی رحمت کے آثار ہویدا ہوسکتے ہیں۔

4۔ صبر و استقامت کا ثبوت دیجیے : آپ صبر اور استقامت کا ثبوت دیجیے۔آپ اپنے موقف پر جمے رہیے،استقامت یہ ہے کہ آپ اللہ کے دین پر ہر حال میں عمل کرتے رہیں۔خوف اور گھبراہٹ میں دین کا دامن نہ چھوڑ بیٹھیں ۔صبر اور استقامت کام یابی کی کلید ہے۔آپ استقامت کا ثبوت دیں تو اللہ کی نصرت بھی حاصل ہوگی اور حالات بھی بدلیں گے۔قرآن کہتا ہے:یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُواْ اصْبِرُواْ وَصَابِرُواْ وَرَابِطُواْ وَاتَّقُواْ اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُون (آل عمران: 200)(اے ایمان والو! صبر کرو اور ثبات قدمی میں دوسروں سے بازی لے جاؤ، آپس میں جڑے رہو، اللہ سے ڈرتے رہو، کام یاب ہوجاؤ گے۔)

تمھارا جن سے مقابلہ ہے اور جو تمہارے حریف ہیں وہ اپنے موقف پر جمے ہوئے ہیں۔تمہیں چاہیے کہ ان سے زیادہ پامردی دکھاؤ اور ان سے زیادہ استقامت کا ثبوت پیش کرو۔اگر لوگ باطل پر جمے ہوئے ہیں تو کیا دین حق پر ایمان رکھنے والے نہیں جم سکتے ؟ آپ کا اپنے مقصد پر جمار ہنا اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ آپ حق پر ہیں۔آپ عزم اور ہمت کے ساتھ اعلان کیجیے کہ یہ اللہ کا دین ہے۔اس پر ہم مرتے دم تک قائم رہیں گے۔پھر دیکھیے کہ اللہ کی رحمت آتی ہے یا نہیں۔

5۔ جذباتیت سے بچیے : صبر کا ایک پہلو یہ ہے کہ آدمی جذباتیت اور اشتعال سے بچے۔ ہماری ایک کم زوری یہ ہے کہ ہم بہت جلد مشتعل اور بے قابو ہوجاتے ہیں۔غصہ اور جھنجھلاہٹ کی کیفیت ہم پر چھا جاتی ہے۔اس کیفیت میں آدمی بسا اوقات ایسے اقدامات کر گزرتا ہے،جس کے نتائج اس کے لیے بھی اور دوسروں کے لیے بھی سخت نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔کبھی مخالف کی طرف سے بھی اشتعال دلانے اور برانگیختہ کرنے کی کوشش ہوتی ہے،تاکہ آپ کوئی غلط قدم اٹھائیں اور انھیں اس کا جواب دینے کا موقع مل جائے اور ہم اپنی جذباتیت کی وجہ سے یہ موقع فراہم کردیتے ہیں۔قرآن مجید نے صبر سے کام لینے اور جذباتیت سے دامن بچانے کا حکم دیا ہے: وَاصْبِرْ عَلَی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاھْجُرْھُمْ ھَجْراً جَمِیْلا (المزمل: 10)(جو باتیں لوگ بنا رہے ہیں ان پر صبر کرو اور شرافت کے ساتھ ان سے الگ ہوجاؤ)مطلب یہ ہے کہ مخاطب کی بدزبانی اور بے ہودگی اور اشتعال انگیزی کو صبر و سکون کے ساتھ برداشت کیجیے اور اسے اس طرح نظر انداز کیجیے جس طرح ایک شریف آدمی کسی بد اخلاق اور بدتمیز شخص کو نظر انداز کرتا ہے اور معاملہ اللہ کے حوالے کیجیے۔اس سے مخالف اپنے ہدف میں ناکام ہوجائے گا اور آپ کی اخلاقی برتری ثابت ہوگی۔

6۔اتحاد کا ثبوت دیجیے اور اپنے اختلافات کو ختم کیجیے : اس ملک میں ہم بیس کروڑ کے قریب ہیں،جب اس کا ذکر آتا ہے تو سننے والے حیرت کے ساتھ سنتے ہیں،تمام عرب ممالک کی آبادی اس کی ایک چوتھائی نہیں ہے،لیکن یہ کہنا بھی غلط نہیں ہوگا کہ ہم بیس ٹکڑیوں میں؛ بلکہ سیکڑوں ٹکڑیوں میں بٹے ہوئے ہیں۔قرآن کہتا ہے کہ تمارا وزن اتحاد میں ہے،اگر تمہارا اتحاد باقی نہیں رہے گا تو تم ختم ہوجاؤ گے،جن مسائل پر ہم لڑ رہے ہیں،نہ دین میں ان کی بڑی اہمیت ہے اور نہ وہ دنیا ہی میں ہماری فلاح و ترقی کا ذریعہ ہیں۔ہم سب کا اتفاق ہے کہ پانچ وقت کی نماز فرض ہے،بیش تر تفصیلات میں بھی اتفاق ہے،نماز کے ادا کرنے کے طریقے ہی میں کسی قدر اختلاف ہے،نماز اس طرح نہیں اس طرح ادا کی جائے ،کیا کوئی عالم،یا فقیہ کہتا ہے کہ میں نے جس طرح نماز پڑھی ہے،اس سے نماز ادا نہیں ہوئی،اس نماز کو دہرانا چاہیے، کوئی بھی ہرگز ایسا نہیں کہے گا، پھر بھی ہم لڑ رہے ہیں،اسی نوع کے اور بھی مسائل ہیں۔قرآن کی ہدایت ہے کہ اتحاد کی بنیاد صرف اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہونی چاہیے۔اللہ کا حکم آگیا،سر اطاعت خم کردیا۔اللہ کے رسول کی بات آگئی،اپنے اختیار سے دست بردار ہوگئے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاَطِیْعُواْ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہُ وَلاَ تَنَازَعُواْ فَتَفْشَلُواْ وَتَذْھَبَ رِیْحُکُم (الانفال: 46)(اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو، آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کرو، کم زور پڑ جاؤ گے اور تمھاری ہوا اکھڑ جائے گی۔)

اللہ کی قسم، یوں معلوم ہوتا ہے جیسے قرآن آج بول رہا ہے۔ دنیا کی آبادی کا پانچواں حصہ، بلکہ اس سے زیادہ ہونے کے باوجود آپ کا کوئی وزن محسوس نہیں کیا جارہا ہے۔آپ کے پچپن چھپن ممالک ہیں، بے پناہ وسائل اپنے پاس رکھتے ہیں؛ لیکن ان کا کوئی وزن نہیں ہے۔کوئی ان سے کسی عالمی مسئلہ میں پوچھتا تک نہیں ہے، ہر کوئی انھیں Dictate کررہا ہے۔قرآن نے بے وزنی کو دور کرنے کا یہ راستہ بتایا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہو۔یہی ہماری بے وزنی دور کرنے کا واحد طریقہ ہے۔

7۔ اسلام کی تعلیمات کو عام کیجیے : اس ملک میں اور پوری دنیا میں آپ کے بہت سے مسائل اس لیے بھی ہیں کہ لوگوں نے اسلام کو سمجھا ہی نہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک حریف قوم کا مذہب ہے۔نہ انھوں نے اسلام کو صحیح طریقے سے سمجھا اور نہ ہم نے انھیں سمجھانے کی کوشش کی کہ اسلام کی تعلیمات میں تمہاری بھلائی ہے،تمہارا ہی فائدہ ہے،ہم اگر اسے پیش کررہے ہیں تو اس سے ہماری کوئی مادی منفعت وابستہ نہیں ہے،اللہ کے پیغمبر اسی بے غرضی کے ساتھ دنیا کے سامنے اللہ کا دین پیش کرتے ہیں: وَمَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ إِنْ اَجْرِیَ إِلَّا عَلَی رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (الشعراء: 109)(میں کوئی اجر تم سے نہیں چاہتا، بے لوث ہوکر محض تمہارے فائدے کی خاطر بات رکھ رہا ہوں۔ میرا اجر تو مجھے اللہ تعالیٰ عطا کرے گا)۔آپ کا کام ہے کہ آپ دنیا کو بتایئے کہ اسلام سے خود ان کی فلاح وابستہ ہے۔ان لوگوں تک بھی اپنی بات پہنچایئے جو آپ کو اپنا حریف سمجھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا دین کسی خاص فرقے،گروہ، جماعت کے لیے نہیں ہے؛ بلکہ پوری نوع انسانی کے لیے ہے، ہندوستان کے ہر فرد کے لیے ہے۔قرآن کہتا ہے کہ کیا معلوم، آج جن سے دشمنی ہے،کل ان سے صلح ہوجائے،تمہارا رویہ ٹھیک رہا اور اسلام کی تعلیم ان تک پہنچی تو ان کے دل بدل بھی سکتے ہیں،تم سے ان کی صلح و آشتی بھی ہوسکتی ہے۔

اتنے سارے انسان اگر وہ کھڑے ہوجائیں، یہاں کی آبادی کھڑی ہوجائے اور اللہ کا دین پہنچانے میں لگ جائے اور اس کا صحیح تعارف ہو تو یہ توقع بے جا نہ ہوگی کہ آپ کی بات سنی جائے گی (بقیہ صفحہ ۱۰؍پر)

ووٹ بینک کی سیاست

راجدیپ سردسائی (بحوالہ ہندوستان ٹائمز) ترجمہ: محمد عادل فریدی

مسلم ووٹ بینک کی متنازع سیاست کی روایت ۱۹۵۲ء کے پہلے عام انتخابات میں سامنے آگئی تھی، آزادی کے بعد ہندوستانی مسلمانوں کے چہرہ کے طور پر پیش کیے جانے والے مولانا آزاد ہندو اکثریتی علاقے سے الیکشن لڑنا چاہتے تھے، تاکہ ان کی سیکولر شبیہ آشکارا ہوسکے۔ لیکن وزیراعظم جواہر لال نہرو نے زور دیا کہ وہ مسلم اکثریتی والے علاقے رام پور سے الیکشن لڑیں، نہرو اپنے ایک اچھے دوست کے سیاسی مستقبل کے ساتھ خطرہ مول لینا نہیں چاہتے تھے، بے دلی سے مولانا آزاد مان گئے، حالانکہ ۱۹۵۷ء میں انہوں نے گڑگاؤں سے الیکشن لڑکر اپنی خواہش پوری کی، مگر عام تصور یہ بن گیا کہ اتر پردیش میں مسلم لیڈر کو الیکشن جیتنے کے لیے اپنے ہم مذہب لوگوں کی بیساکھی چاہئے۔

مولانا آزاد کا قد ایسا تھا کہ ان کو ہندو مسلم اتحاد کے ایک حقیقی داعی کے طور پر دیکھا جاتا تھا۔ سماجوادی پارٹی کا سب سے جانا پہچانا مسلم چہرہ اور رام پور سے مسلم ایم ایل اے خاص طرح کی متشدد اور جارحانہ ''مسلم فرسٹ'' کی سیاست اختیار کیے ہوئے ہیں، جس کو وہ سیکولرزم کے نقاب میں پیش کرتے ہیں۔ ان کا یہ جارحانہ تیور جان بوجھ کر مسلم ووٹ دہندگان کو لبھانے کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ بدحالی اور پسماندگی سے مسلم قوم کو کیسے باہر نکالنا ہے، اس بارے میں بات کرنے کے بجائے ان کا فوکس مسلم قوم کا خوف اور عدم تحفظ کے احساس کو بھڑکانے پر ہوتا ہے۔ اعظم خان کی نظر میں نریندر مودی کو مسلمانوں کے لیے خوفناک شخص کے طور پر پیش کرنا ہی الیکشن جیتنے کا واحد طریقہ ہے۔ ان کی نامناسب عوامی تقریروں (جس میں سے سب سے غیر مناسب بات وہ تھی جس میں انہوں نے کہا تھا کہ کرگل کی جنگ مسلمان فوجیوں نے جیتی تھی) کے باوجود سماجوادی پارٹی نے ان کا ساتھ دیتے رہنے کا فیصلہ کیا، کیوں کہ ان کا یہ تیور ان کے سیاسی ایجنڈے کے لیے بالکل مناسب ہے اور اس سے ان کو صوبے کے ۱۸ فیصد مسلم ووٹ کو مائل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ پارٹی کا بنیادی ووٹ بینک ۱۹۹۰ کی دہائی میں ملایم سنگھ یادو کے ذریعہ رام مندر تحریک اور بابری مسجد کی شہادت کے موقع پر کارسیوکوں کو دیکھتے ہی گولی مارنے کے حکم کے بعد مسلم یادو (ایم وائی) کے اتحاد پر کھڑا کیا گیا تھا، اس حکم کے بعد انہیں مولانا ملایم سنگھ کا خطاب ملا تھا، اس وقت لکھنؤ میں یہ چٹکلہ بہت مشہور ہوا تھا کہ اگر کوئی بھی بااثر مولانا ملایم سنگھ کے پاس پہونچ جائیں تو انہیں ملایم سنگھ کوئی نہ کوئی عہدہ ضرور دے دیتے ہیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ سماجوادی پارٹی اتر پردیش میں مسلمانوں کو حقیقی تحفظ اور سماجی ترقی دینے میں ناکام رہی ہے۔ چند سرکاری مدرسوں میں مسلمانوں کی بحالی کرادینے یا وہاں چندہ دے دینے سے عام مسلمانوں کی زندگی پر کوئی اثر نہیں پڑا ہے۔ گذشتہ پانچ سالوں میں اتر پردیش میں کئی چھوٹے بڑے فرقہ وارانہ فساد ہوئے، جو کہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی قائم رکھنے کے دعوے کو غلط ثابت کرتے ہیں۔ سب سے بری مثال تو ۲۰۱۳ء کا مظفر نگر فساد ہے، جس میں مقامی انتظامیہ صاف طور پر تیزی سے اور غیر جانبدارانہ کارروائی کرنے میں ناکام رہی۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بہوجن سماج پارٹی کی لیڈر مایاوتی نے ملایم سنگھ کے ایم وائی (مسلم یادو) اتحاد کو اپنے ڈی ایم (دلت مسلم) اتحاد کی سوشل انجینئرنگ سے چیلنج کرنے کی کوشش کی ہے، مافیا ڈان مختار انصاری سمیت ۱۰۰ مسلمانوں کو ٹکٹ دے کر مایاوتی نے مسلم ووٹ بینک پر ملایم سنگھ یادو کے قبضے کو توڑنے کی جرأت مندانہ کوشش کی ہے۔ دلت مسلم اتحاد کی کوششیں پہلے بھی ہوئی ہیں، خاص طور پر مہاراشٹر میں، لیکن مایاوتی اس کو جس پیمانے پر انجام دینے کی کوشش کر رہی ہیں، ایسا پہلے کبھی نہیں کیا گیا تھا۔ سیکولرزم اور جمہوری اقدار کے تحفظ کے لیے کسی نظریاتی عزم کے بجائے مسلم ووٹ بینک کے بکھرنے کے اسی خوف نے کانگریس اور سماجوادی پارٹی کو اتحاد کرنے پر مجبور کیا ہے۔

بی جے پی کا جواب تو اور بھی پریشان کن ہے، وزیراعظم کے ''سب کا ساتھ، سب کا وکاس'' کے وعدے کے باوجود زمین پر بی جے پی کی مقامی قیادت ایسے مسئلے اٹھانے کی پوری کوشش کر رہی ہے، جس سے ہندو مسلم پولرائزیشن بڑھے۔ ۲۰۱۴ء میں پارٹی نے مظفر نگر کے فسادات سے فائدہ اٹھایا تو اس بار مذبح خانوں پر مجوزہ پابندی، تین طلاق پر ملک گیر بحث کرانا، مغربی اتر پردیش کے کیرانہ سے ہندوؤں کی مبینہ مہاجرت جیسے مسائل الیکشن سے ٹھیک پہلے صرف ہندو ووٹ بینک کو مضبوط بنانے کے ارادے سے ہی اٹھائے گئے۔ گورکھ پور کے ممبر اسمبلی یوگی آدتیہ ناتھ کی لو جہاد تحریک، ساکشی مہاراج اور سنگیت سوم جیسے بی جے پی کے ممبران پارلیامنٹ کی نفرت انگیز تقریریں ان کی متشدد اور فرقہ وارانہ ذہنیت کو ظاہر کرتی ہیں۔ مبینہ سیکولر پارٹیوں کی موقع پرست سیاست اور ہندوتو حامی فرقہ پرست طاقتوں کے ذریعہ ان کے لیے خوف کا ماحول پیدا کرنے کے بیچ پھنسے اتر پردیش کے عام مسلم رائے دہندگان ناراض اور مایوس ہیں۔ وہ جامع مسجد کے شاہی امام جیسے خود ساختہ ٹھیکیداروں کو گلے لگانا نہیں چاہتے، جو کہ سیاسی اٹھل پتھل کے باوجود الیکشن سے ٹھیک پہلے ٹپک پڑتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اسد الدین اویسی جیسے زیادہ منجھے ہوئے اور سمجھدار لیڈر کی جانب متوجہ ہوں، لیکن انہیں شدت سے یہ احساس ہے کہ حیدر آباد کے یہ ممبر پارلیمان الیکشن کے موقع پر صرف کھیل بگاڑنے والا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ بیشک اگر آج مسلم رائے دہندگان سماجوادی پارٹی اور کانگریس کے اتحاد کو ترجیح دیتے ہیں تو صرف اس لیے کہ ان کے سامنے کوئی واضح متبادل موجود نہیں ہے۔ اور پھر سنگھ پریوار کے جگن ناتھی رتھ کی رفتار دیکھنے سے پیدا ہوا خوف انہیں اس بات کا احساس دلا رہا ہے کہ اگر یہ صورت حال رہی تو صوبے میں ان کی کوئی سیاسی آواز نہیں رہ جائے گی۔ یاد رہے کہ ۲۰۱۴ء کا عام انتخاب آزادی کے بعد پہلا ایسا انتخاب تھا جب اتر پردیش سے ایک بھی مسلم ایم پی نہیں چنا گیا۔

مسلمانوں کی پریشانی کا جواب مسلم نوجوانوں میں بڑھتا جارحانہ پن نہیں ہے، اور نہ سرکار سے رعایتیں حاصل کرنا کوئی راستہ ہے، جنہیں مسلمانوں کو لبھانے کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ جواب قوموں کے ایک دوسرے پر انحصار کی ضرورت کو پہچاننے میں ہے۔ باغپت میں گنے کے کھیتوں کے جاٹ مالکوں کو مسلم کسانوں اور مزدوروں کا ساتھ دینا چاہئے، اسی طرح بنارس کے مسلمان بنکروں کو ساڑی کے ہندو دکانداروں کا ساتھ دینا چاہئے، تاکہ ایک دوسرے کے ساتھ باہمی تعاون کے اس طریقۂ کار سے وہ ایک دوسرے کو فائدہ پہونچا سکیں۔ ایسا وہی لیڈر کرسکتا ہے، جس کے پاس دوربین نظر، دور اندیشی اور عوام کے اعتماد کی پونجی ہو، ہر طبقے اور ہر فرقے میں اس کی مقبولیت ہو، اتر پردیش اکیسویں صدی کے مولانا آزاد اور نہرو کو پکار رہا ہے۔

پس تحریر: اس مضمون کے پورا ہونے کے بعد مجھے ایک واقعہ یاد آیا؛ ایودھیا کے واقعہ کے بعد ہوئے فسادات میں جس وقت لکھنؤ خونی فرقہ وارانہ فساد کی آگ سے باہر نکل رہا تھا، اس وقت مجھے ایک بزرگ نے شاعرانہ طریقہ پر مجھے یہ بات سمجھائی کہ اس شہر میں ہندو اور مسلمان تالے اور چابی کی طرح ہیں، ایک قوم کا کام دوسرے کے بغیر نہیں چل سکتا۔ جو لکھنؤ آج سوچتا ہے، امید ہے کہ کل پورا ہندوستان یہی سوچے گا۔ (یہ مضمون نگار کے ذاتی خیالات ہیں، اخبار کا اس سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔)

آہستہ آہستہ مار رہا ہے ہمیں زہریلا دھواں

سنیتا نارائن (بحوالہ روزنامہ ہندوستان)
ترجمہ محمد عادل فریدی

امریکی ادارہ ہیلتھ افیکٹ انسٹی ٹیوٹ کے تازہ اعداد و شمار ہندوستان کی یہ سیاہ تصویر دکھا رہے ہیں کہ پوری دنیا میں فضائی آلودگی سے ہر سال ۴۲ لاکھ سے زیادہ لوگ دم توڑ دیتے ہیں ان میں سے گیارہ لاکھ موتیں صرف ہندوستان میں ہوتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ خوردترین عنصر ''PM 2.5'' سے ہونے والی موتوں کے معاملہ میں ہم چین کی برابری کرنے لگے ہیں۔ مگر ہندوستان کی بدقسمتی یہ ہے کہ اوزون کی سطح کمزور اور آلودہ ہونے کی وجہ سے مرنے والوں کی تعداد تیزی سے بڑھ رہی ہے اور اندیشہ ہے کہ اس معاملہ میں بھی ہم پہلے درجے پر ہیں۔ ظاہر ہے کہ اب ٹھوس قدم اٹھانے ہوں گے۔

تقریباً بیس سال پہلے ہم نے ''سلومرڈر۔ دی ڈیڈلی اسٹوری آف وہیکولر پالوشن ان انڈیا'' نام کی کتاب شائع کی تھی۔ اس کتاب میں اس بات پر تحقیق کی گئی تھی کہ کیا ہر ایک کار سے نکلنے والے دھوئیں کی جانچ کر دینے سے ہی دہلی یا کسی بھی شہر کی آب و ہوا کو صاف کیا جاسکتا ہے؟ ہم نے جان بوجھ کر کتاب کا نام ''سلومرڈر'' رکھا تھا، کیوں کہ فضائی آلودگی سے سیدھی موت نہیں ہوتی، لیکن جسم کی مرض سے لڑنے کی طاقت کم ہو جاتی ہے، جو پھیپھڑوں کو نقصان پہونچا کر کینسر یا دل کی بیماری کا خطرہ بڑھا دیتی ہے۔ یہ دھیمی ہی صحیح مگر قتل تو ہے ہی، لیکن کیا اس کے لیے ہم نے حکومت اور صنعتوں کو کٹگھرے میں کھڑا کیا؟ ایسا کیوں؟ ہم نے اپنی تحقیق میں پایا کہ گاڑیوں کے لیے پیمانہ طے کرنے کی تجویز مختلف ایجنسیوں کے بیچ چکر کاٹ رہی تھی، اس وقت آلودگی کے لیے ہندوستان اسٹیج -1 یا 2 پیمانہ نہیں تھا، اس وقت ایندھن میں 10000 پارٹس پر ملین (پی پی ایم) سلفر تھا، اب ہندوستان اسٹیج-4 میں 50 پی پی ایم سلفر ہے اور ۲۰۲۰ء تک یہ 10 پی پی ایم ہی رہ جائے گا۔ ہمارا ایجنڈہ صاف تھا، ایندھن ٹیکنالوجی کے پیمانوں کے لیے منصوبہ بنا کر آلودگی پیدا کرنے والی گاڑیوں کو باہر کرنا، یہ تبدیلی کی پہلی نسل کا دور تھا۔ بے شک دہلی میں دس سال پرانی ڈیزل گاڑیوں پر پابندی ہے، مگر صاف ایندھن اور ٹیکنالوجی کا ایجنڈہ اب بھی ادھورا ہے۔ ضرورت کاروں اور دو چکے والی گاڑیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد پر قابو پانے کی ہے، اچھی بات یہ ہے کہ لوگوں میں صحت کے سلسلہ میں بیداری اور اس کو لے کر سیاسی سنجیدگی بڑھی ہے۔ گذشتہ سردیوں میں جب کئی بار کہرے کی صورت حال کا سامنا ہوا تو لوگوں نے ہنگامہ کیا۔ اور دہلی حکومت نے طاق جفت فارمولہ نافذ کیا، مگر دیوالی کے بعد پیدا ہوئے دھوئیں نے صاف کر دیا کہ شہر اب بھی تیار نہیں ہے، سوال جو سب کے سامنے ہے کہ ''ماس کلر'' میں بدل رہے ''سلومرڈر'' سے کیسے بچا جائے؟ ۱۹۹۰ء کی دہائی کے آخری سالوں میں جب دہلی کی فضا خراب ہوئی تھی تو ہم نے کئی تبدیلیاں کی تھیں۔ سی این جی کو عام کرنے کی جدوجہد آسان نہیں تھی، لیکن اب چیزیں زیادہ الجھی ہوئی ہیں، دوسری نسل کی تبدیلی میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کا حل نکالنا ہوگا، ابھی تک صرف ٹیکنالوجی اور ایندھن کی صفائی پر بات ہو رہی ہے، لیکن بڑی تعداد میں گاڑیاں اب بھی سڑکوں پر ہیں، جس کی وجہ سے صاف ٹیکنالوجی اور سارے فائدے بیکار ہو جاتے ہیں، لیکن آمد و رفت کے ذرائع اور عام ٹرانسپورٹ کا متبادل تلاش کرنا مشکل کام ہے۔

یہ سچ ہے کہ کاروں میں چلنے والوں کی نظر سے پیدل، سائکل یا بسوں سے سفر کرنے والے لوگ غائب ہیں، ایک طبقاتی نظام کام کرتا ہے: ''یہ ہمارے لیے نہیں، ان کے لیے ہے۔'' یہ طبقاتی نظام منصوبہ سازوں اور انجینئروں کے دماغ میں بھی ہے، اس لیے سارے شہر ایسے ڈیزائن کیے جاتے ہیں کہ ہم پیدل نہ چلیں اور سائکل تو بالکل نہ چلائیں ہمیں وسائل کا صحیح استعمال کرنا ہوگا، دھول سے لے کر کچرا جلانے تک، بے شک آج بس، تھری وہیلر اور ٹیکسی ڈیزل سے سی این جی میں بدل رہے ہیں، لیکن ان کاروں اور لگزری گاڑیوں کو کوئی نہیں چھیڑ سکتا، جن میں بااثر لوگ چلتے ہیں۔ دلیل یہ ہے کہ ہمارے پاس سال ۲۰۲۰ء تک ڈیزل کے لیے خالص ٹیکنالوجی ہوگی، لیکن واکس ویگن کے معاملے نے واضح کر دیا ہے کہ صاف ڈیزل کی صفائی کے لیے بھی دھوکا دھڑی کرنی پڑتی ہے، اس لیے ہوا میں زہر اور بڑھے گا، ڈیزل کی کینسر پیدا کرنے کی صلاحیت ہمیں مار دیگی، اب موت دھیمی نہیں تیز ہوگی۔ دعا کیجئے کہ تازہ امریکی رپورٹ ہماری آنکھیں کھولنے میں کامیاب ہو۔

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

امریکہ میں سخت سردی سے تیرہ لوگوں کی موت

امریکہ کے شمال مشرقی اور وسط مغربی مڈویسٹ علاقہ میں درجہ حرارت انتہائی کم ہو جانے سے یخ بستہ کردینے والی سردی کی وجہ سے اب تک تیرہ لوگوں کی موت ہوچکی ہے اور معمول کی زندگی درہم برہم ہوگئی ہے، امریکہ میں قطبی گرداب (کرہ ارض کے قطبی علاقہ کے پاس اوپری سطح پر کم دباؤ کا بننا) کی وجہ سے ان دنوں سردی میں کافی اضافہ ہوگیا ہے اور اس نے نیویارک کو بھی اپنی زد میں لے لیا ہے۔لوگوں کو یہاں برف باری کے ساتھ ساتھ تیز ہواؤوں کا بھی سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔(یو این آئی)

کرتار پور کوریڈور کا چالیس فیصد تعمیری کام مکمل

پاکستان کے نرووال میں واقع گردوارہ بابا گرونانک کو ہندوستان سے جوڑنے والے کرتار پور کوریڈور منصوبہ کا چالیس فیصد تعمیری کام مکمل ہوگیا ہے۔پاکستانی وزیر اعظم عمران خان نے گزشتہ برس ۲۸؍نومبر کو اس کوریڈور کی بنیاد رکھی تھی، اس منصوبہ کے تحت گلیارے اور گردوارہ بابا گرونانک کی توسیع پر مسلسل کام جاری ہے۔(یو این آئی)

پاکستان میں حج سبسڈی ختم

پاکستانی حکومت نے حج پر جانے والے عازمین حج کو دی جانے والی سبسڈی ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے، پاکستان میں سابق پاکستان مسلم لیگ (نواز شریف) حکومت کے وقت عازمین حج کو پینتالیس ہزار روپے کی سبسڈی دی جاتی تھی، جس کو عمران خان حکومت نے جمعرات کو کابینہ میٹنگ میں ختم کرنے کا اعلان کیا۔(یو این آئی)

شمالی کوریا اور امریکہ کے درمیان دوسری چوٹی کانفرنس ویتنام میں

امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ اور شمالی کوریا کے لیڈر کم جونگ ان کے درمیان فروری کے آخر میں جوہری ہتھیار کو تلف کرنے سے متعلق ویتنام میں دوسری چوٹی کانفرنس کے منعقد ہونے کا امکان ہے۔امریکی نیوز چینل سی این این کے مطابق وہائٹ ہاؤس نے ۱۸؍جنوری کو شمالی کوریا کے اہم مذاکرات کار اور جنرل کم یونگ چول سے تبادلۂ خیال کے بعد دونوں رہنماؤں کے درمیان اجلاس کا اعلان کیا تھا۔(یو این آئی)

پابندیوں سے وینز ویلا کا بحران ختم نہیں ہوگا

لاطینی امریکی ملک وینز ویلا کے سیاسی بحران کے بارے میں اقوام متحدہ کے مقرر کردہ ماہر اور حقوق انسانی کونسل کے خصوصی رپورٹر ادریس بجاری نے کہا ہے کہ وینز ویلا کا بحران پابندی عائد کرنے سے ختم نہیں ہوگا بلکہ پابندی عائد کرنے کی وجہ سے بھوک مری کی صورتحال، معاشی صورتحال کے مزید خراب ہونے اور سیاسی بے یقینی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔(یو این آئی)

شام میں تشدد، نقل مکانی سے ۱۱؍نوزائدہ بچوں کی موت

شام کے شمالی اور مشرقی علاقے میں تشدد، نقل مکانی اور بے حد مشکل حالات کی وجہ سے گزشتہ دو دونوں کے اندر ۱۱؍نوزائدہ بچوں سمیت کل ۳۲؍بچوں کی موت ہوگئی ہے۔اقوام متحدہ کے شعبہ برائے اطفال (یونیسیف) نے اطلاع دی ہے کہ مشرقی شام میں حاجن علاقے کے آس پاس مسلسل ہونے والے تشدد نے ہزاروں افراد کو شمال کی جانب تقریباً ۳۰۰؍کلومیٹر کی دشوار گزار سفر کرکے الحول پہنچنے پر مجبور کردیا ہے، تشدد سے متاثر افراد یہاں پناہ گزینوں کے کیمپ میں پناہ لے رہے ہیں۔(یو این آئی)

کویتی دلہن نے دلہے کے ’’بیوقوف‘‘ کہنے پر نکاح کے فوری بعد ہی طلاق لے لی

کویت میں نئی نویلی دلہن نے دلہا کی جانب سے ’’بے وقوف‘‘ کہنے پر شادی کے چند منٹ بعد ہی طلاق لے لی۔خلیجی میڈیا رپورٹس کے مطابق نوشادی شدہ جوڑا چند منٹ بھی اکٹھے نہ رہ سکا، دلہے کی جانب سے غیر دانستہ طور پر دلہن کو ’’بے وقوف‘‘ کہنا اتنا مہنگا پڑا کہ شادی کا بندھن ۲۴؍گھنٹے بھی برقرار نہ رہ سکا۔عروسی لباس زیب تن کیے دلہن اپنے شریک حیات کے ساتھ میرج کورٹ جارہی تھی، اس دوران وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکی اور تھوڑی سی لڑکھڑا گئی، دلہے نے اسے سنبھالنے یا سہارا دینے کی بجائے ’’اسٹوپڈ‘‘ کہہ دیا۔دلہن کو اپنے ہونے والے شوہر کی جانب سے یہ رویہ انتہائی ناگوار گزرا اور تھوڑی دیر بعد ہی میرج سٹیفکیٹ پر دستخط کرنے والی دلہن نے طلاق کی درخواست دائر کرکے علیحدگی اختیار کرلی۔چند منٹ بعد ہونے والی اس طلاق کو ملکی سطح پر سب سے کم دورانیے والی شادی قرار دیا جارہا ہے اور اس معاملے پر ٹوئٹر صارفین نے حیرانی کے ساتھ ساتھ اپنے اپنے انداز میں تبصرے کیے۔(نیوز ایکسپریس)

سعوی عرب میں کرپشن کے خلاف مہم کے دوران ۱۰۶؍بلین ڈالر کی رقم ضبط

سعودی حکومت نے کرپشن کے خلاف مہم کے دوران لوٹی گئی ۱۰۶؍بلین ڈالر کی رقم قومی خزانے میں واپس جمع کرائی گئی۔سعودی حکومت کی جانب سے گزشتہ ۲؍سال سے جاری انسداد کرپشن مہم کے خاتمے کا اعلان کردیا گیا ہے، کرپشن کے خلاف کریک ڈاؤن میں شہزادہ الولید بن طلال سمیت گیارہ شہزادے اور ۴؍وزرا سمیت درجنوں سابق وزرا کو گرفتار کرکے تفتیش کی گئی جس کے نتیجے میں قومی خزانے میں لوٹی گئی ۱۰۶؍بلین ڈالر کی رقم واپس جمع کرائی گئی۔سعودی حکومت کے مطابق مہم کے دوران ۳۸۱؍افراد کو نوٹس جاری کئے گئے اور ۸۷؍کے قریب افراد نے اپنے جرم کا اعتراف کیا، ۱۰۶؍بلین ڈالر کی رقم جائیداد کمپنیز اور نقد رقم سمیت دیگر اثاثوں کی صورت میں جمع کرائی گئی۔(نیوز ایکسپریس)

تعلیم و روزگار

مودی حکومت کا انتخابی عبوری بجٹ

مودی حکومت نے آئندہ عام انتخابات کے پیش نظر کسانوں، غیر منظّم سیکٹر کے کارکنوں، نوکری پیشہ لوگوں کے لئے اپنا خزانہ کھولتے ہوئے اگلے مالی سال کے عبوری بجٹ میں اعلانات کی بارش کردی۔وزیر خزانہ پیوش گوئل نے لوک سبھا میں جمعہ کو عبوری بجٹ پیش کرتے ہوئے چھوٹے اور معمولی کسانوں کی مدد کے لئے وزیر اعظم کسان احترام فنڈ بنانے کا اعلان کیا جس کے تحت دو ہیکٹر تک کاشت کرنے والے کسانوں کو سالانہ چھ ہزار روپے کی مدد دی جائے گی۔وزیر خزانہ نے بتایا کہ یہ منصوبہ گزشتہ یکم دسمبر سے نافذ سمجھا جائے گا۔اس کے تحت مدد کی رقم براہ راست کسانوں کے اکاؤنٹ میں ڈی بی ٹی کے ذریعے جمع کی جائے گی، یہ رقم دو دو ہزار کی تین برابر قسطوں میں دی جائے گی۔جلد ہی کسانوں کے اکاؤنٹ میں پہلی قسط چلی جائے گی۔اس سے بارہ کروڑ کسانوں کے خاندانوں کو فائدہ ہوگا۔اس سے سرکاری خزانے پر سالانہ تقریباً ۷۵؍ہزار کروڑ روپے کا بوجھ آئے گا۔مالی سال 2019-20 کا کل بجٹ 97,43,039.70 کروڑ روپے کا ہے اور اپریل سے جولائی کی مدت کے لئے 34,17,295.38 کروڑ روپے مطالبات زر طلب کئے گئے ہیں۔اپریل-مئی میں ہونے والے لوک سبھا انتخابات کو دیکھتے ہوئے عبوری بجٹ پیش کیا گیا۔اس کے باوجود حکومت نے عوامی مقبولیت کے اعلانات کرنے سے گریز نہیں کیئے۔اپوزیشن نے جہاں اسے انتخابی اور ’’جملہ‘‘ بجٹ قرار دیا ہے، وہیں حزب اقتدار نے اسے نئے ہندوستان کی تعمیر میں نئی توانائی دینے والا بتایا۔(یو این آئی)

گوگل نے ۷۵۲۰؍ڈالر کا جرمانہ ادا کیا

روس کے دارالحکومت ماسکو میں جمعہ کے روز امریکی کمپنی گوگل نے غلط معلومات کے مواد نہیں ہٹانے کے معاملے میں ۷۵۲۰؍ڈالر کا جرمانہ چکایا۔روس کے ٹیلی کام روسکومنادزور کے ترجمان ودیم امپلونسکی نے بتایا کہ روس کے قانون پر عمل نہیں کرنے کی وجہ سے گوگل پر یہ جرمانہ عائد کیا گیا تھا۔انہوں نے نیوز ایجنسی اسپوتنک کو بتایا کہ گوگل نے جرمانہ بھر دیا ہے۔دراصل، روس نے گزشتہ سال اکتوبر میں تمام سرچ انجن کو غلط معلومات اور غیر قانونی مواد ہٹانے کے لئے ایک قانون منظور کیا تھا جس پر گوگل نے عمل نہیں کیا، اس وجہ سے اس کے خلاف یہ کارروائی کی گئی ہے۔(یو این آئی)

ہندو مہا سبھا نے گاندھی کے مجسمہ پر چلائی گولی، گوڈسے کو پہنایا ہار

مہاتما گاندھی کی ۷۱؍ویں برسی کے موقع پر ایک بار پھر سخت گیر ہندو تنظیم اکھل بھارتیہ ہندو مہا سبھا نے ان کے قتل کا جشن منایا اور قاتل ناتھورام گوڈسے کے مجسمہ پر ہار چڑھایا۔اتر پردیش کے علی گڑھ میں ہندو مہا سبھا کی قومی سکریٹری شکن پانڈے نے گاندھی کے مجسمہ پر گولی چلائی، سوشل میڈیا پر اس واقعہ کا ویڈیو بھی وائرل کیا گیا، جس میں مجسمہ سے خون بھی نکلتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔علی گڑھ میں واقع داس کمپاؤنڈ میں یہ واقعہ پیش آیا، پوجا شکن پانڈے نے مہاتما گاندھی کے مجسمہ کو علامتی طور پر تین گولیاں ماریں، اس کے بعد مجسمہ کو آگ کے حوالہ کردیا گیا، س دوران وہاں پر موجود لوگوں نے گاندھی مردہ باد اور مہاتما ناتھورام گوڈسے زندہ باد کے نعرے لگائے۔خیال رہے کہ ہندو مہا سبھا اس سے پہلے بھی مہاتما گاندھی کے قتل کا جشن مناتی رہی ہے، لیکن ان کے پتلے کے ساتھ اس طرح کی شرمناک حرکت پہلی بار سامنے آئی ہے، ۲۰۱۷ء میں ہندو مہا سبھا نے گوالیار میں واقع اپنے دفتر میں ناتھورام گوڈسے کا مجسمہ لگایا تھا، جس کو بعد میں پولیس نے ہٹا دیا تھا، ہندو مہا سبھا عام طور پر ۳۰؍جنوری کو شہید دوس کے بجائے شوریہ دوس مناتی رہی ہے۔اس پورے واقعہ پر ابھی تک پولیس کی طرف سے کوئی بیان نہیں آیا ہے۔(بحوالہ روزنامہ انقلاب)

اگر گراس انکم ساڑھے سات لاکھ روپئے ہے تو بچ سکتے ہیں ٹیکس سے

مرکزی حکومت نے عبوری بجٹ میں پانچ لاکھ روپئے سالانہ آمدنی تک کو ٹیکس سے چھوٹ دی ہے، اس سلسلہ میں اکانومک ٹائمز کے ذریعہ کیے گئے تجزیہ کے مطابق اگر آپ کی گراس انکم ساڑھے سات لاکھ روپئے ہے تو ڈڈکشن کے مختلف طریقوں کا فائدہ اٹھا کر اپنے ٹیکسیبل انکم کو پانچ لاکھ تک لایا جا سکتا ہے اور اس طرح ساڑھے سات لاکھ سالانہ آمدنی والے لوگ بھی ٹیکس ادا کرنے سے بچ سکتے ہیں۔(نو بھارت ٹائمز)

نوودیہ ودیالیہ سمیتی میں پی جی ٹی، پرنسپل اور غیر تدریسی عملہ کی ویکنسی

نوودیہ ودیالیہ سمیتی نے پی جی ٹی اور پرنسپل کے علاوہ غیر تدریسی عہدوں پر بحالی کے لیے ویکنسی نکالی ہے۔ان عہدوں پر بحالی کے لیے آن لائن درخواست دینے کا عمل شروع ہو چکا ہے، درخواست جمع کرنے کی آخری تاریخ ۱۴؍فروری ۲۰۱۹ء تک ہے، جب کہ آن لائن اپلیکشن فیس جمع کرنے کی آخری تاریخ ۱۷؍فروری ۲۰۱۹ء ہے۔خواہش مند امیدوار آن لائن درخواست دیتے وقت اپنا ایکٹو ای میل ایڈریس اور موبائل نمبر ضرور درج کریں۔کیوں کہ اگلی ساری کارروائی میں اسی موبائیل نمبر اور ای میل ایڈریس کے ذریعہ رابطہ کیا جائے گا۔ایڈمٹ کارڈ اور ریزلٹ کے لیے بھی درخواست دہندہ کو اسی ای میل ایڈریس اور موبائیل نمبر کی ضرورت پڑے گی۔پرنسپل کے عہدے کے لیے زیادہ سے زیادہ عمر کی حد پچاس سال ہے، غیر تدریسی عہدوں میں اسسٹنٹ کمشنر (انتظامی امور) اسسٹنٹ (گروپ سی) اور کمپیوٹر آپریٹر کے عہدے شامل ہیں۔ان عہدوں کی پوری تفصیل نوودیہ ودیالیہ کی آفیشیل ویب سائٹ سے حاصل کر سکتے ہیں۔تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والے امیدواروں کو انٹرویو کے لیے بلایا جائے گا۔دونوں مرحلوں میں حاصل شدہ نمبرات کے اعتبار سے میرٹ لسٹ تیار کی جائے گی، امتحان بیالیس شہروں میں لیے جائیں گے۔

طب وسائنس

پروٹین کیا ہے؟

ہمارے جسم کا بڑا حصہ پروٹین پر مشتمل ہے، جو خلیات کی مرمت ،توڑ پھوڑ اور آکسیجن کے جسم میں جذب ہونے کے عمل کو جاری رکھنے میں مدد دیتا ہے۔ جسمانی نشو ونما میں بنیادی کردار ادا کرنے کے ساتھ پروٹین بدن میں واقع ہونے والی کیمیائی تبدیلیوں میں ایک عمل انگیز کے طور پر کام کرتا ہے، یہ ان بنیادی عناصر میں سے ایک ہے جن کی کمی یا زیادتی صحت کے لئے خطرہ بن سکتی ہے۔ پروٹین کو اس کے مختلف کاموں اور افادیت کے اعتبار سے الگ الگ نام دیئے گئے ہیں۔ پروٹین کی کمی کی صورت میں ان میں گڑ بڑ اور بے قاعدگیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔جن کے اثرات معمولی بھی ہوسکتے ہیں اور نہایت مہلک بھی۔ پروٹین کی کمی کے اثرات کی شدت کا انحصار دو عوامل پر ہوتا ہے۔ا۔ پروٹین کی مقدار میں کمی کس قدر پائی جاتی ہے ۔۲۔ پروٹین کی کمی عارضی ہے یا مسلسل اور دیرینہ ہے۔بچوں کی نشو ونما سست ہو جاتی ہے۔وہ کمزور اور لاغر ہو جاتے ہیں۔غیر صحت مند ہونے کی وجہ سے ان پر سستی طاری رہنے لگتی ہے۔قد اور وزن اوسط سے کم رہ جاتا ہے، کیونکہ الف(گھسے ہوئے اور شکستہ خلیات کی مرمت نہیں ہو پاتی۔ب(بیمار خلیات صحت مند ہونے کی بجائے بے جان اور مردہ ہوجاتے ہیں۔ج(نئے خلیات کی تعمیر نہیں ہو پاتی۔د(نشو ونما کے ادوار میں اضافی خلیات پیدا نہیں ہوسکتے ۔ خرمرے اور ہارمونز رطوبتوں کی تخلیق نہیں ہوتی جس سے جسم کے متعدد نظام بے قاعدہ ہوجاتے ہیں۔

ان نظاموں میں نظام تنفس، نظام انہضام، قوت اور حرارت پہنچانے کا) تکسیدی(نظام وغیرہ شامل ہیں، جو انسان میں کاہلی، سستی، تھکن اور بے رغبتی کا باعث بنتے ہیں۔قوت مدافعت پروٹین کی کمی کے باعث جسم میں ضد اجسام پیدا نہیں ہوتے ، اس لیے انسان آسانی سے بیماریوں کا شکار ہونے لگتا ہے ۔مخلوط غذائی اجزا کی فراہمی پروٹین کی کمی کی وجہ سے مخلوط غذائی اجزا کی فراہمی کم ہونے لگتی ہے ، خصوصاً فاسفورس، حیاتین ب (وٹامن بی) حیاتین الف (وٹامن اے)، نمکیات وغیرہ، جو پروٹین کے ساتھ مخلوط ہوتے ہیں اور ان کی کمی رفع کرنے کے لیے خوراک کے دوسرے اضافی ذرائع پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔

مخصوص امراض مخصوص بیماریاں مثلاً غذائی تغذیہ، انیمیا، اڈیما، کواشیرکور اور بتدریج سوکھے کے امراض لاحق ہونے لگتے ہیں۔

پروٹین کی کمی سے پیدا ہونے والے امراض یہ ہیں: غذائی کمی لحمیات کی کمی کے زیادہ نمایاں اثرات بچوں پر عیاں ہوتے ہیں۔خصوصاً نشو ونما پانے والی عمر کے بچے اس کی بیماریوں کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ پروٹین کی کمی سے بچے لاغر، کمزور اور نحیف ہوجاتے ہیں اور ان کی نشو ونما رک جاتی ہے۔قوت ہاضمہ کمزور پڑ جاتی ہے۔جسے غذائی تغذیہ کہتے ہیں۔

انیمیا پروٹین خون کے سرخ ذرات کا اہم ترین جزو ہوتے ہیں۔ان کی کمی سے خون کے ذرات صحت مند نہیں رہتے ، بلکہ ان کے بننے اور ان کی تجدید اور بحالی کے کام میں رکاوٹ پیدا ہوجاتی ہے۔جس کے نتیجے میں "پیلے پن" یا انیمیا کی بیماری لاحق ہوجاتی ہے، جو بڑھتے بڑھتے کوئی بھی خطرناک صورت اختیار کرسکتی ہے۔اور خصوصاً چھوٹے بچوں کے لیے انتہائی مہلک ثابت ہوسکتی ہے۔اڈیما اڈیما (Adema) کو "پانی پڑنے" یا "سوجن" کی بیماری بھی کہا جاتا ہے۔ پروٹین کی کمی سے جسم کے پانی اور دوسرے رقیق مادوں کے مابین توازن قائم نہیں رہ سکتا۔ولوجی دباؤ (Osmotic Pressure) کمزور پڑ جاتا ہے۔ جس سے پانی خلیوں اور بافتوں سے نکل کر خون میں شامل نہ ہوسکنے کے باعث انہی میں جمع ہونے لگتا ہے۔

اس کے نتیجے میں جسم اور خصوصاً پیٹ پھول جاتا ہے۔ یہ بیماری عموماً بچوں کو ماں کا دودھ چھڑانے کے بعد ایک سے چار سال کی عمر میں ہوتی ہے۔ یہ دراصل انیمیا اور اڈیما دونوں کی بگڑی ہوئی مجموعی شکل ہوتی ہے جو اتنی مہلک ہوتی ہے کہ اگر فوری طور پر اسے پروٹین کی وافر فراہمی سے رفع نہ کیا جائے تو بچے کی ہلاکت کا باعث بن سکتی ہے۔اس کی علامات درج ذیل ہیں: رنگت پیلی پڑ جاتی ہے، آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے بن جاتے ہیں، جسم پر جا بجا دھبے سے پڑنے لگتے ہیں۔ پیٹ اڈیما کی وجہ سے پھول جاتا ہے۔ہاضمہ کمزور ہو جاتا ہے اور بھوک کم لگتی ہے۔

بال کھر درے، غیر چمکدار اور سرخی مائل بھورے ہو جاتے ہیں۔ دست اور پیچش کی بیماری لگ جاتی ہے۔طبیعت میں بہت زیادہ چڑ چڑا پن پیدا ہو جاتا ہے۔سوکھا سوکھا (Marasmus) کی بیماری عموماً ایک سال سے کم عمر بچوں کو لاحق ہو جاتی ہے جو کواشیرکور سے بھی زیادہ مہلک ہوتی ہے ، کیونکہ اس میں پروٹین کی شدید کمی کے ساتھ حراروں یا نشاستی غذاؤں کی بھی انتہائی کمی واقع ہو جاتی ہے۔اس کی نمایاں علامات درج ذیل ہیں: بچہ روز بروز کمزور ہو کر سوکھتا جاتا ہے اور ہڈیوں کا ڈھانچہ بن جاتا ہے ۔ کھانے سے انکار نہیں کرتا لیکن لاغر پن اور کمزوری سے کھانے کی ہمت اور کھانا ہضم کرنے کی قوت بے حد کمزور ہو جاتی ہے۔

بال خشک، کھر درے اور غیر چمک دار تو ہوتے ہیں لیکن بے رنگ یا بھورے نہیں ہوتے۔ جلد میں جھریاں پڑ جاتی ہیں۔

آنکھیں بے رونق اور ایک ہی سمت گھورتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔اعضا اکڑ جاتے ہیں اور ان میں لچک نہیں رہتی۔ قے اور دست کی زیادتی سے سیال مادوں کی مقدار خاصی کم ہو جاتی ہے ۔ ڈی ہائیڈریشن کی شکایت ہو جاتی ہے جو موت کا سبب بھی بن سکتی ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ اللہ والے اور بڑی بافیض شخصیت کے مالک تھے: حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی

ملک کے مشہور عالم دین اور مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ کے سابق شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ صدر جمعیۃ علماء ، بہار ۲۸؍جنوری ۲۰۱۹ء روز سموار کو رات کے آخری پہر میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشیں امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے ان کے انتقال پر شدید رنج وغم کا اظہار کیا ہے، انہوں نے فرمایا کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب ، ذی علم، اللہ والے اور بڑی بافیض شخصیت کے مالک تھے، ان کے ذریعہ اللہ کے بہت سے بندے دیندار بنے ، بہتوں نے دین کا علم حاصل کیا، اور عالم وفاضل بنے ، بہار کے بہت سے حصوں میں ان کا فیضان پہونچا، خاص طور پر پٹنہ شہر کے لوگوں نے آپکے علم ،تقویٰ وطہارت سے بڑا فائدہ اٹھایا، پٹنہ کے لوگوں کے دل میں آپ کی بڑی محبت تھی اور قدر و منزلت تھی، حضرت مرحوم نہ صرف مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ کے پروقار پرنسپل رہے بلکہ مدرسہ مدنیہ، سبل پور، پٹنہ کے ذریعہ دین کی قابل لحاظ خدمت کی ، یہ جیتا جاگتا ادارہ حضرت مرحوم کی زندہ یادگار اور صدقہ جاریہ ہے، اب ایسی قابل قدر شخصیتوں سے صوبہ بہار خالی ہوتا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ انکے حسنات کو قبول فرمائے ، مدارج بلند کرے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے آمین ۔ حضرت مولانا کا جامعہ رحمانی اور خانقاہ رحمانی سے گہرا تعلق تھا، وہ اکثر اپنے اہل خانہ کے ساتھ یہاں تشریف لاتے اور فیض یاب ہوتے ، حضرت مولانا اپنے برادران مولانا محمد سالم صاحب، اور مولانا محمد ناظم صاحب قاسمی کو بھی اپنے ساتھ کبھی کبھی خانقاہ لیکر آتے اور ہمیشہ ان لوگوں کو خانقاہ رحمانی سے فیض یاب ہونے کی تاکید کرتے ، انہیں حضرت امیر شریعت مولانا منت اللہ صاحب رحمانیؒ سے بڑی عقیدت ومحبت تھی ۔ جامعہ رحمانی میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے انتقال کی خبر صبح صادق کے وقت پہونچی ، جس سے جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر پورا ماحول سوگوار ہوگیا، فجر کی نماز کے بعد اساتذہ وطلبہ نے ان کے لیے اہتمام کے ساتھ پہلے ختم قرآن اور ایصال ثواب کیا، پھر تعلیم میں مشغول ہوئے ، اس موقعہ پر جامعہ رحمانی کے اساتذہ کا ایک وفد جنازہ میں شریک بھی ہوا، نیز جامعہ کے اساتذہ نے انکی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا، جس میں جامعہ رحمانی کے طلبہ، اساتذہ، منتظمین ، کارکنان اور خانقاہ رحمانی کے واردین وصادرین نے شرکت کی۔

راشد العزیری ندوی

مدارس کے معیار تعلیم کو بلند کرنے میں وفاق کا نظام امتحان معاون ۔ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

وفاق المدارس کے امتحان کمیٹی کی میٹنگ اہم فیصلوں کے ساتھ اختتام پذیر

وفاق المدارس کے ذریعہ منعقد سالانہ امتحانات کی وجہ سے طلبہ میں مسابقت کا جذبہ پیدا ہوا ہے، اور وہ اس مقابلاتی دور میں آگے بڑھنے کے لیے مستعد اور تیار ہیں، نظام امتحان اور سوالات میں یکسانیت کی وجہ سے مقدار خواندگی اور نصاب کی تکمیل ہو رہی ہے، ان خیالات کا اظہار وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ کے ناظم مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کیا، وہ امارت شرعیہ کے میٹنگ ہال میں منعقد وفاق المدارس الاسلامیہ کی امتحان کمیٹی کی میٹنگ میں سالانہ رپورٹ پیش کر رہے تھے ۔ اپنے صدارتی خطاب میں حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی ناظم امارت شرعیہ ونائب صدر وفاق المدارس نے مدارس کے ذریعہ امتحان فیس میں لاحق سستی اور کوتاہی کو دور کرنے کے لیے منظّم کوشش کی ضرورت پر زور دیا، انہوں نے کہا کہ رکنیت فیس اور امتحان فیس کی وصولی کو یقینی بنانا چاہیے؛ کیوں کہ وفاق کی ساری تگ و دو کا مدار اسی پر ہے، چوں کہ اس کے لیے الگ سے کوئی چندہ نہیں ہوتا اور اس کا میزانیہ بیت المال سے الگ ہے، انہوں نے وفاق کے عملہ کو ہدایت دی کہ وہ مدارس کے تعلیمی جائزہ کے کام کو آگے بڑھائیں، اس سے وفاق سے مدارس کا تعلق مضبوط ہوگا ، اور فیس کی ادائیگی میں بھی سہولت ہو سکے گی ، قاضی عبدالجلیل صاحب نے فرمایا کہ وفاق سے مدارس کے تعلق کو مزید مضبوط ، مستحکم اور پائیدار کرنے کی ضرورت ہے ، یہ تعلق جس قدر مضبوط ہوگا، اسی قدر رکنیت فیس وغیرہ کی ادائیگی آسان ہوگی ۔ قاضی محمد عمران قاسمی ناظم امتحان وفاق المدارس اسلامیہ نے فرمایا کہ وفاق کی طرف سے آخری حد تک نظام امتحان کو بہتر انداز میں نافذ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، اس میں وفاق سے ملحق مدارس جس قدر سرگرمی دکھائیں گے ، ہماری کارکردگی اسی حساب سے بہتر ہو سکے گی، مفتی تبریز عالم قاسمی صاحب نے فرمایا کہ حلقہ وار میٹنگ کے سلسلے کو جاری رکھا جائے اس سے آپسی گفت وشنید اور اصول وضوابط پر عمل کرنے کا مزاج بنے گا ، بحث میں مولانا سہیل احمد ندوی سکریٹری دار العلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ، مفتی یحیٰ غنی صاحب مہتمم دار العلوم الاسلامیہ، مولانا نور الہدیٰ قاسمی صدر مدرس مدرسہ امدادیہ لہیر یہ سرائے دربھنگہ، مفتی محمد ابوبکر قاسمی استاذ مدرسہ اسلامیہ شکر پور بھرواره دربھنگہ، مولانا جاوید احمد صاحب جامعہ ربانی منورواشریف سمستی پور، مولانا محمد اقبال مظاہری جامعہ فیض العلوم دلکولہ اتر دیناج پور مغربی بنگال ،مولانا محمد اسحاق قاسمی صدر مدرس مدرسہ اصلاح المسلمین سرکار ڈیہہ دھنباد جھارکھنڈ نے بھی حصہ لیا اس میٹنگ میں مفتی سہیل احمد قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مولانا عبد الباسط شرف الدین ندوی سکریٹری المعہد العالی، مفتی شکیل احمد قاسمی استاذ دار العلوم الاسلامیہ اور مولانا نور الحق رحمانی استاذ المعہد العالی نے بھی شرکت فرمائی ، میٹنگ میں طے پایا کہ امسال وفاق سے ملحق مدارس کے سالانہ امتحانات ۱۳؍تا ۱۸؍اپریل ۲۰۱۹ء بروز سنیچر تا جمعرات منعقد ہوں گے ،سوالات کی ترتیب کا کام ۳۰؍جمادی الاول تک مکمل کرلیا جائے ، بروقت ممتحن اور محافظ حضرات مرکز امتحان پہونچیں اس کی تاکید کی جائے ۔ مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ کی تلاوت سے میٹنگ کا آغاز اور حضرت قاضی عبد الجلیل صاحب قاضی شریعت کی دعا پر مجلس اختتام پذیر ہوئی ، مولانا سعید کریمی رفیق وفاق المدارس الاسلامیہ اور مولانا راشد العزیری ندوی نے مہمانوں کا استقبال کیا اور اول الذکر نے کلمات تشکر پیش کیے۔

مودی سرکار کے عبوری بجٹ سے مسلمانوں کو کیا ملا

مودی حکومت نے کبھی بڑے زور وشور سے ''سب کا ساتھ، سب کا وکاس'' نعرے کی تشہیر کی تھی۔حکومت کا دعوی تھا کہ بجٹ کے ذریعہ اقلیتی طبقہ کی تمام ضروریات کو وہ نہ صرف پورا کرے گی بلکہ ان کو فروغ دے کر مرکزی دھارے میں بھی لا کھڑا کرے گی۔لیکن اس مرتبہ انتخابی بجٹ ہونے کے باوجود اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کو کچھ ملتا نظر نہیں آ رہا ہے۔

واضح رہے کہ اس مرتبہ کے بجٹ میں مودی حکومت نے اقلیتی امور کے لئے کل ۴۷۰۰/کروڑ کی رقم مختص کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔گزشتہ مالی سال میں بھی اس وزارت کے لئے ۴۷۰۰/کروڑ روپے ہی مختص کئے گئے تھے۔یعنی اس مرتبہ کے بجٹ میں اقلیتوں کے لئے کچھ بھی نیا نہیں ہے۔بلکہ جب ہم اس بجٹ کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس مرتبہ مرکزی حکومت نے اقلیتوں کے لئے چل رہی کئی اہم اسکیموں کی رقم یا تو ختم کردی ہے یا پھر پہلے سے کم کردی ہے۔

پری میٹرک اسکالرشپ کے لئے مجوزہ بجٹ اس مرتبہ کم ہوتا نظر آ رہا ہے، گزشتہ مالی سال یعنی 2018-19 میں اس اسکیم کے لئے ۱۲۶۹/کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے لیکن اس سال اس رقم کو کم کر کے محض ایک سو کروڑ روپے کردیا گیا ہے، غور طلب ہے کہ یہ اسکالرشپ اقلیتوں کی بہبود کے حوالہ سے اہم مانی جاتی ہے، کیونکہ اس سے غریبوں کو اپنے بچوں کو اسکول بھیجنے کا حوصلہ ملتا ہے۔''نیشنل مائنارٹی ڈیولپمنٹ اینڈ فنانس کارپوریشن'' کا بجٹ بھی اس مالی سال میں کم کردیا گیا ہے۔گزشتہ مالی سال یعنی 2018-19 میں اس کے لئے ایک سو پینسٹھ کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے لیکن اس سال اس کے لئے صرف ساٹھ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

سماجی مساوات، ہم آہنگی اور قومی کی ترقی کے مقصد سے چلائے جارہے ''مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیشن'' کا بجٹ بھی حکومت نے اس مرتبہ کم کردیا ہے۔گزشتہ مالی سال یعنی 2018-19 میں اس کے لئے 123.76 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے لیکن اس مرتبہ محض 70 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

بیرون ملک تعلیم کے لئے دئے جانے والے ''ایجوکیشنل لون'' پر سبسڈی میں بھی کمی کی گئی ہے اور اس کے لئے مختص کی گئی رقم گزشتہ سال کی پینتالیس کروڑ کے مقابلہ کم کر کے تیس کروڑ کردی گئی ہے۔

مرکزی حکومت خواہ کسی بھی سیاسی جماعت کی ہو لیکن کچھ اسکیمیں ایسی ہوتی ہیں جن کے ساتھ کوئی چھیڑ خانی نہیں کی جاتی کیونکہ یہ اسکیمیں ایک طبقہ کے مستقبل سے وابستہ ہوتی ہیں۔ایسی ہی ایک اسکیم ''ملٹی سیکٹورل ڈیولپمنٹ پروگرام'' (ایم ایس ڈی پی) ہے لیکن اس مرتبہ اسے ہمیشہ کے لئے ختم کردیا گیا ہے۔حالانکہ اس کی جگہ ''پردھان منتری جن وکاس کاریہ کرم'' شروع کیا گیا ہے جس کے لئے ۱۴۳۱/کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ریاستی وقف بورڈوں کے ریکارڈ کمپیوٹرائیزیشن کی اسکیم کو بھی ختم کردیا گیا ہے، اس مرتبہ قومی وقف ترقی اسکیم اور شہری وقف املاک ترقی منصوبہ کی شروعات کی گئی ہے اور اس کے لئے 20.66 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

اقلیتوں کے لئے چلائی جارہی اسکیموں کا انجام چاہے جو بھی ہو لیکن اس کی تشہیر کاری میں حکومت کوئی کسر نہیں چھوڑتی۔اس کئے سال 2018-19 میں 55 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے لیکن اس مرتبہ 60 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ وزارت برائے اقلیتی امور کے بجٹ میں وزارت برائے سماجی انصاف اور تفویض اختیارات کی اسکیموں کو بھی شامل دکھایا گیا ہے تاکہ پہلی نظر میں ہر کسی کو یہی نظر آئے کہ حکومت نے اقلیتی بہبود کے لئے دل کھول کر بجٹ میں اضافہ کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان اسکیموں اور ان کے لئے طے بجٹ کو دونوں مقامات پر ظاہر کیا گیا ہے اور بجٹ کی رقم بھی کوئی معمولی نہیں ہے بلکہ پورے 1573.25 کروڑ روپے اس کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔

غور طلب ہے کہ عام بجٹ میں ملک کے تقریباً بیس فیصد اقلیتوں کی بہبود کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے وہ کل بجٹ کا تقریباً 0.2 فیصد حصہ ہی ہے۔ایسے حالات میں آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ مودی حکومت کا ''سب کا ساتھ، سب کا وکاس'' کا نعرہ کتنا کھوکھلا ہے۔(بحوالہ قومی آواز بیورو)

جملہ بجٹ

مرکز کی مودی حکومت نے اپنے آخری بجٹ میں خوب اعلانات کیے اور عوام کو خوش کرنے کی بھرپور کوشش کی۔اسی سال انتخابات ہونے کی وجہ سے حکومت کو یوں تو عبوری بجٹ ہی پیش کرنا تھا لیکن پورے منصوبے کے ساتھ حکومت نے سبھی روایتوں کو توڑتے ہوئے مکمل بجٹ پیش کردیا۔جیسا کہ امید کی جارہی تھی حکومت نے عام بجٹ کی طرح تمام لبھاؤنے اعلانات کیے اور جم کر خود ہی اپنی پیٹھ تھپتھپائی۔بجٹ میں حکومت نے کیا دیا اور کیا نہیں، اس پر بحث ضرور ہوگی، لیکن سب سے پہلے بات آج کے دن ملک کی جمہوریت کے مندر یعنی پارلیمنٹ کی تمام روایتوں اور آئینی جذبات پر حکومت کے ذریعہ کی گئی چوٹ کی کرتے ہیں۔

آج کے دن حکومت نے ایک طرح سے جاتے جاتے پارلیمانی روایات پر اپنا آخری حملہ کردیا۔پارلیمنٹ کی تمام روایتوں اور ضابطوں کو طاق پر رکھتے ہوئے بی جے پی نے پارلیمنٹ کو اپنی پارٹی کی 'نکڑ سبھا' میں تبدیل کردیا۔جمعہ کو وزیر مالیات پیوش گویل کی بجٹ تقریر سے پہلے جب بی جے پی اراکین پارلیمنٹ ہاؤس پہنچے تو سبھی سادگی اور انکساری کو بھول گئے۔کافی دیر تک تو وہ پارلیمنٹ میں 'جے شری رام' کا نعرہ بلند کرتے رہے۔بی جے پی اور مودی حکومت یہ بھول گئی کہ پارلیمنٹ جمہوریت کا مندر ہے جہاں اس آئین کے ضابطوں پر عمل ہوتا ہے جو سیکولرزم کی بات کرتا ہے۔اتنا ہی نہیں، بجٹ تقریر کے دوران مودی حکومت کے وزراء اور بی جے پی اراکین پارلیمنٹ نے اب تک کے بجٹ کی تمام روایتوں پیروں تلے روند دیا۔بجٹ تقریر کے دوران بیچ بیچ میں بی جے پی لیڈر اس طرح 'واہ-واہ' کرتے ہوئے نظر آئے جیسے انھوں نے پہلے سے ہی ایسا کرنے کا منصوبہ بنا رکھا تھا۔کئی بار تو ایسا محسوس ہوا جیسے بجٹ کی تقریر نہیں بلکہ کوئی مشاعرہ جاری ہو اور پیوش گویل بجٹ پیش کرنے کی جگہ غزلیں سنا رہے ہوں۔بات یہیں تک رہ جاتی تو بھی قابل برداشت تھی، لیکن حد تو اس وقت ہوگئی جب بجٹ تقریر میں گویل نے انکم ٹیکس حد میں چھوٹ کا اعلان کیا اور تقریباً ۳/منٹ سے زیادہ دیر تک ایوان میں بی جے پی لیڈر ''مودی-مودی'' کا نعرہ بلند کرتے رہے۔پارلیمنٹ ہاؤس کا نظارہ دیکھ کر کئی بار ایسا بھی محسوس ہوا کہ کسی نکڑ یا چوراہے پر مودی جی کی وداعی تقریب رکھی گئی ہے۔

اب بات بجٹ کے اعلانات کی کرتے ہیں۔اس بجٹ سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حکومت نے جاتے جاتے ترکش کے سبھی تیر چلانے کی پوری کوشش کی ہے۔ایک جانب ملک کے ۱۲/کروڑ کسانوں کو سالانہ 6000 روپے (یعنی 500 روپے ماہانہ) دینے کا اعلان کر حکومت نے کسانوں کو عزت بخشنے کا دعویٰ کیا تو وہیں متوسط طبقہ کو ٹیکس میں چھوٹ کا اعلان کر جھنجھنا تھما دیا۔لبھاؤنے بجٹ میں کوئی ترقیاتی منصوبے کا اعلان ہی نہیں کیا گیا۔ہاں، یہ ضرور ہے کہ بڑے بڑے دعووں کے ساتھ جملوں کی بارش بھی ہوئی۔اس بجٹ کی خاص بات یہ رہی کہ گزشتہ کچھ دنوں سے 'ہاؤ اِز دی جوش' کا نیا نعرہ اچھالنے والی بی جے پی کے کئی سینئر لیڈران اس بجٹ کے دوران مایوس نظر آئے۔بجٹ کے دوران زیادہ تر لیڈروں کے حرکات وسکنات سے ان کے اندر کی بے چینی کا صاف اندازہ ہو رہا تھا۔بجٹ سے بی جے پی کے اراکین پارلیمنٹ اور حکومت کے وزراء کو کتنی امید ہے، اس کا اندازہ اسی بات سے ہوتا ہے کہ پوری تقریر کے دوران کئی بی جے پی لیڈر اپنا سر پکڑے نظر آئے۔ایسا لگ رہا تھا جیسے انھیں خود بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آخر اس بجٹ میں ہو کیا رہا ہے!

اعلان مفقود الخبری

● معاملہ نمبر ۲۲/۲۳۳۲۵/۳۹ھ غزالہ پروین بنت محمد ثناء اللہ مقام محلّہ جکی شہید مقام وڈاکخانہ سہسرام ضلع روہتاس۔فریق اول۔بنام۔رضاء الحق عرف چنو ولد حافظ جلال مرحوم مقام محلّہ انصار گنج مقام وڈاکخانہ سہسرام ضلع رہتاس۔فریق دوم۔اطلاع بنام فریق دوم۔معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف عرصہ تقریبا پانچ سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ ادا نہ کرنے کی بنیاد پر مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں نکاح فسخ کئے جانے کا معاملہ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخہ ۲۷/جمادی الاخری ۴۰ھ مطابق ۵/مارچ روز منگل کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت نو بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

● معاملہ نمبر ۱۱/۳۹۵/۳۹ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بالا ساتھ) مسرت خاتون بنت محمد محسن مرحوم دھرم پور پوسٹ شاہی مینا پور وایا اورائی ضلع سیتامڑھی۔فریق اول۔بنام۔محمد فیض ولد محمد عزرائیل مرحوم مقام مہسول چوک وارڈ نمبر ۱۳۔پوسٹ مہسول وایا ڈمرا ضلع سیتامڑھی۔فریق دوم۔اطلاع بنام فریق دوم۔معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دارالقضاء بالا ساتھ میں عرصہ تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ ادا نہ کرنے کی بناء پر فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، مورخہ ۲۷/جمادی الاخری ۴۰ھ مطابق ۵/مارچ روز منگل کو بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔

بقیہ: موجودہ حالات میں اسلام کی رہ نمائی......... اور اللہ کے دین کی طرف توجہ ہوگی۔دشمنی کی اصل بنیاد یہ ہے کہ وہ آپ کو دشمن اور آپ کے دین کو دشمن کا دین سمجھتے ہیں، آپ کی نصح وخیر خواہی اس رویہ کو بدل سکتی ہے۔

8. **اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کیجیے**: ان نازک حالات میں اللہ سے اپنے تعلق کو مضبوط کیجیے۔اس کے علاوہ ہمارا دنیا میں کوئی سہارا نہیں ہے۔نازک حالات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ صبر وثبات کے ساتھ اپنے موقف پر قائم رہیے اور اللہ کو یاد کرتے رہیے: وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَى (طٰہٰ:130) (اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے، طلوع آفتاب سے قبل اور غروب آفتاب سے قبل اور رات کے اوقات میں تسبیح کیجیے اور دن کے کناروں پر بھی۔امید ہے، آپ خوش ہو جائیں گے) یہ صبر کے ساتھ اللہ کو شب وروز یاد کرنے اور اس کی حمد وتسبیح کا حکم ہے، اس میں فرض نمازوں کے ساتھ نفل نمازوں کا بھی ذکر ہے اور اس امر کا بھی اشارہ ہے کہ اس سے آپ خوش گوار نتائج دیکھیں گے: وَمَن يَعْتَصِم بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (آل عمران: 101) (جو اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لے اسے سیدھا راستہ مل گیا۔اس کے بھٹکنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔) اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جو باتیں عرض کی گئی ہیں، ان پر غور کرنے اور عمل کرنے کی مجھے بھی اور آپ کو بھی توفیق عطا فرمائے۔آمین

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے انتقال پر دفتر امارت شرعیہ کے ذمہ داران کا اظہار تعزیت

ریاست بہار کے مشہور و معروف اور ممتاز عالم دین اور جامعہ مدنیہ سبل پور کے بانی حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے سانحہ ارتحال پر ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا کہ مولانا ایک باوقار عالم دین تھے، ان کی دینی و علمی عظمت کا اعتراف پورے صوبے میں کیا گیا، انہوں نے درس وتدریس اور تعلیم کے ذریعہ جہاں طلبہ کی ذہنی وفکری اصلاح وتربیت کی وہیں عام دینی تقریبات اور پروگرام میں مسلمانوں کے دینی شعور کو بیدار کرتے رہے، افسوس کہ قوم وملت اپنے ایک ہمدرد وبہی خواہ عالم دین سے محروم ہوگئی۔ نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی نے کہا کہ مولانا بہار کے ایک نامور عالم دین تھے، ایک عرصہ تک مدرسہ شمس الہدی پٹنہ کے شیخ الحدیث اور پرنسپل رہے اور اپنی علمی وفکری اور انتظامی صلاحیتوں سے ادارہ کو ترقی بہم پہونچاتے رہے، انہوں نے جامعہ مدنیہ کے نام سے سبل پور میں ایک تعلیمی ادارہ قائم کیا اور اس کو بھی بڑے حسن وخوبی سے چلایا اور اس میدان میں کامیاب اترے، مولانا مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ مولانا کی علمی عظمت کا اعتراف ہر شخص کو تھا جس کی وجہ سے ان کے تعلقات وروابط بھی مستحکم تھے، سب سے اچھا برتاؤ کرتے تھے، کسی کے خلاف اپنے دل میں کینہ وکدورت نہ رکھتے تھے، بلاشبہ ان کی وفات ایک بڑا حادثہ ہے، اللہ انہیں جنت الفردوس میں جگہ نصیب کرے، ان کی نماز جنازہ پٹنہ کے گاندھی میدان میں ہوئی، جس میں ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب کی قیادت میں مولانا محمد شبلی القاسمی، مولانا مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی نائبین ناظم امارت شرعیہ، قاری مفتی مجیب الرحمٰن قاسمی، مولانا شاہ نواز عالم مظاہری، مولانا راشد العزیزی ندوی شریک ہوئے، اور مولانا کے لئے دعاء مغفرت کی اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا۔

اڈیشہ کے مختلف اضلاع میں ۲۰؍تا ۲۶؍فروری وفد امارت شرعیہ کا دورہ

امارت شرعیہ کا ایک مؤقر وفد جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب، نائب ناظم امارت شرعیہ کی قیادت میں ۲۰؍تا ۲۶؍فروری ۲۰۱۹ء ضلع کٹک، بھوبنیشور، جگت سنگھ پور، جاج پور (اڈیشہ) کے مختلف مواضعات کا دعوتی دورہ کرے گا، اس دورہ میں جناب مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی صاحب مفتی امارت شرعیہ، جناب مولانا قمر انیس قاسمی رئیس المبلغین امارت شرعیہ، جناب مولانا مفتی انور قاسمی صاحب، نائب قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ رانچی، جناب مولانا عبدالحفیظ قاسمی صاحب، قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ کٹک، جناب مولانا صبغۃ اللہ صاحب، معاون قاضی دارالقضاء امارت شرعیہ کٹک اور جناب حافظ شہاب الدین صاحب مبلغ امارت شرعیہ، شریک رہیں گے، ان کے علاوہ مقامی علماء کرام بھی اپنے اپنے حلقے میں شریک وفد ہوں گے۔ اس دورہ کا مقصد مسلمانوں میں دینی، ملی اور تعلیمی بیداری پیدا کرنا موجودہ حالات میں ایک باوقار، باکردار اور باضمیر ملت کی حیثیت سے زندہ رہنے کی دعوت دینا اور اس کے لئے صحیح راہ عمل کی طرف توجہ دلانا، وحدت واجتماعیت جو ملی قوت کا سرچشمہ اور اخلاق ومحبت جو ترقی کا زینہ ہے اس کی اہمیت سے واقف کرانا نیز امارت شرعیہ کے گرانقدر خدمات اور اس کے پیغامات سے روشناس کرانا ہے، دورہ کے پروگرام کا اجمالی خاکہ اس طرح ہے۔

پروگرام دورہ وفد امارت شرعیہ ضلع کٹک، بھوبنیشور، جگت سنگھ پور، جاج پور (اڈیشہ)

نمبر شمار	تاریخ	ایام	اجلاس دن	اجلاس عام شب
۱	۲۰؍فروری ۲۰۱۹ء	بدھ	شہر کے خواص کی میٹنگ	معصوم پور، نعمت پور
۲	۲۱؍فروری ۲۰۱۹ء	جمعرات	تیرن ۱۰؍بجے دن	کوجنگ۔ بعد نماز مغرب
۳	۲۲؍فروری ۲۰۱۹ء	جمعہ	چنڈی کھول جامع مسجد	التی ۲ پنصودہ۔ بعد نماز مغرب
۴	۲۳؍فروری ۲۰۱۹ء	سنیچر		ٹنڈا کورا۔ بعد نماز مغرب
۵	۲۴؍فروری ۲۰۱۹ء	اتوار	امول شاہی ۱۰؍بجے دن	دس بٹیہ، جگت سنگھ پور
۶	۲۵؍فروری ۲۰۱۹ء	سوموار	درپن ۱۰؍بجے دن	برہم بردہ۔ بعد نماز مغرب
۷	۲۶؍فروری ۲۰۱۹ء	منگل	پوکھری پور ۱۰؍بجے دن	بھوبنیشور ۴ نمبر مسجد

ناظم امارت شرعیہ حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے ضلع کٹک، بھوبنیشور، جگت سنگھ پور، جاج پور (اڈیشہ) کے علماء، ائمہ، نقباء امارت شرعیہ اور مدارس کے ذمہ داران نیز عام مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ اس دورہ کو ہر اعتبار سے بامقصد اور کامیاب بنائیں۔

ایودھیا معاملہ پر سپریم کورٹ میں مرکزی حکومت کی درخواست۔ گمراہ کن / مسلم پرسنل لا بورڈ

مرکزی حکومت نے ایودھیا کی متنازعہ 167 ایکڑ زمین میں سے 77۔2 زمین کو چھوڑ کر باقی زمین رام جنم بھومی نیاس کے حوالہ کرنے کے لئے سپریم میں ایک درخواست دی ہے۔ اس پر اظہار خیال کرتے ہوئے مسلم پرسنل بورڈ کی بابری مسجد کمیٹی کے کنوینر ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس نے کہا کہ یہ درخوست دراصل ایک فراڈ ہے جو بی جے پی اپنے کیڈر اور حمایتیوں کے ساتھ کر رہی ہے۔ مرکزی سرکار یہ بات اچھی طرح جانتی ہے کہ اس پوری 167 ایکڑ زمین پر کورٹ کے تین اسٹے لگے ہوئے ہیں۔ ایک الہ آباد ہائی کورٹ کا اور دو سپریم کورٹ کے (1993 اسماعیل فاروقی کیس اور 2003 اسلم بھورے۔ لہذا یہ پوری زمین اس وقت تک تحویل میں رہے گی جب تک کہ بابری مسجد مقدمہ کا فیصلہ نہیں آجاتا۔ اس بات کو سرکار بھی جانتی ہے۔ یہاں یہ بات بھی سامنے رہنی چاہیے کہ ٹائٹل سوٹ میں مرکزی حکومت فریق نہیں ہے۔ اس نے سپریم کورٹ میں یہ درخواست محض اپنے کیڈر، ووٹ بینک اور سادھو سنتوں کو مطمئن کرنے کے لئے دی ہے۔ اگر سپریم کورٹ اپنے سابقہ فیصلوں کی روشنی میں درخواست کو مسترد کر دیتا ہے تو وہ عوام سے یہ کہے گی کہ ہم نے تو پوری کوشش کی لیکن سپریم اس میں روڑا بنا ہوا ہے۔ اس طرح وہ عوام میں سپریم کورٹ کے خلاف جذبات کو برانگیختہ بھی کرے گی تاکہ ٹائٹل سوٹ پر بھی دباؤ بنا رہے۔

گڈا میں امارت شرعیہ کے علماء کرام کا اصلاحی دورہ جاری

اسلام ایک فطری اور دائمی مذہب ہے، وہ انسان کے پیدا کرنے والے مالک کا عطا کیا ہوا ہے، اس لئے اس کا ہر قانون فطرت انسانی سے ہم آہنگ اور اصول انصاف کے عین مطابق ہے، آج بڑی قوت کے ساتھ یہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ اسلام نے عورتوں کو آزادی اور انصاف نہیں دیا ہے اور اس کو برابری کا درجہ بھی نہیں ملا ہے، ایسا کہنے والے وہ لوگ ہیں جن کے نزدیک عورت محض ایک ہوس کا کھلونا اور معاشرتی نظام سے علیحدہ کوئی صنف ہو، ورنہ عورتوں کی فطری نزاکتوں، خاندانی ذمہ داریوں اور معاشرتی اصلاح کے اصول پر جس کی نظر ہے، وہ اسلامی تعلیمات میں جب عورتوں کے حقوق اور اس کے مقام کا مطالبہ کرتا ہے تو وہ اس اعتراف پر مجبور ہوتا ہے کہ مذہب اسلام میں عورتوں کی زندگی کو جو تحفظ، عفت وعصمت کی جو سلامتی میراث میں حصہ داری اور پیدائش سے لیکر موت تک زندگی کے مختلف مرحلہ میں والدین، بھائی، شوہر اور دیگر قریبی رشتہ داروں کے ساتھ جو حقوق عطا کی ہے، اس کی نظیر کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی، اسلام نے کبھی عورتوں کو تعلیم، تجارت اور زندگی کے دوسرے مرحلہ میں جائز کاموں میں حصہ داری سے نہیں روکا، البتہ حیاداری، عصمت، پاکدامنی اور وفاشعاری جو ایک عورت کی زندگی کا سب سے بڑا حق اور اس صنف نازک کا سب سے قیمتی جوہر ہے، اسلام نے اس زیور سے آراستہ رہنے کی ہمیشہ تعلیم دی ہے، ضرورت ہے کہ خواتین اسلام کے عطاء کئے ہوئے حقوق اور مقام کو سمجھیں اور کبھی معاندین اسلام کے پروپیگنڈہ کے شکار نہ ہوں، ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ نائب ناظم مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے ۳۱؍جنوری کو موہنپور ضلع گڈا میں منعقد ایک بڑے اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے کیا، انہوں نے اس موقع پر امارت شرعیہ کے خدمات کا جامع تعارف بھی کرایا، اس اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے نائب قاضی شریعت مولانا سہیل اختر قاسمی صاحب معاشرہ میں انصاف کی راہ کو آسان بنانے کی تلقین کی اور کہا کہ سماجی مسائل کو سب سے پہلے سماج میں بیٹھ کر حل کریں، اور اگر تصفیہ نہ ہو تو دارالقضاء کی طرف رجوع کریں، ہرگز اپنے پسینہ اور محنت کی کمائی کو سرکاری عدالتوں میں ضائع نہ کریں، نائب مفتی مولانا احتکام الحق قاسمی صاحب نے امارت شرعیہ کے ذریعہ چلائے جارہے تعلیمی نظام کی افادیت کا تذکرہ کیا اور کہا کہ تعلیم کے ساتھ ہر حال میں دینی تربیت کا خیال رکھنا ضروری ہے، ورنہ تعلیم اگر روح ایمان سے خالی ہو تو وہ بھی فتنہ اور دین کے لئے خطرہ ہے، استاذ دارالعلوم الاسلامیہ مولانا عبدالحئی قاسمی صاحب نے فکر آخرت کو اصلاح عمل کی بنیاد بتاتے ہوئے آخرت کی کامیابی کے لئے مضبوط ایمان اور عمل صالح کا نمونہ بننے کی تلقین کی، نظامت کی ذمہ داری مولانا مزمل حسین قاسمی اور نظم اجلاس کا مولانا سعود اللہ رحمانی نے انجام دیا، واضح رہے کہ امارت شرعیہ کے دورہ وفد ۲۴؍جنوری سے شروع ہوا اور ۳۱؍جنوری اختتام پذیر ہوا، اس موقع پر ۲۰؍سے زائد مقامات پر اجلاس عام اور تقریباً ایک سو مواضعات کے مسلمان اپنے اپنے حلقے میں شریک اجلاس ہوئے، جنہیں حالات سے واقف کرانے کے ساتھ عملی طور پر معاشرہ میں بیداری لانے کا طریقہ عمل بتایا گیا، اور لوگوں نے عزم نو کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کے نبھانے کا عہد کیا۔

اجلاس امارت شرعیہ کو تاریخ ساز بنانے میں سرگرم کردار ادا کریں

مورخہ ۳۱؍جنوری ۲۰۱۹ء کو مدرسہ اسلامیہ جھگڑوا مسجد، دربھنگہ میں ایک اہم نشست حضرت امیر شریعت مدظلہ کے دوروزہ خصوصی تربیتی اجلاس سے متعلق مولانا وقاری محمد محسن صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی، جس میں امارت شرعیہ کے نائب ناظم حضرت مولانا حکیم محمد شبلی القاسمی صاحب مدظلہ بطور خاص موجود تھے۔ نشست میں حضرات علماء کرام وائمہ عظام سے خطاب کرتے ہوئے مولانا حکیم محمد شبلی القاسمی مدظلہ نے فرمایا کہ امارت شرعیہ کا قیام بڑے عظیم مقاصد کے پیش نظر ۱۹۲۱ء میں حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد علیہ الرحمہ کی تحریک پر عمل میں آیا، انہوں نے امارت شرعیہ کے علاوہ خانقاہ رحمانی مونگیر اور خانقاہ مجیبیہ کی تاریخ اور ان تینوں اداروں کے اکابر کی خدمات پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ موجودہ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کے قائدانہ اور مفکرانہ فکر وعمل، اللہ کے فضل اور امارت شرعیہ کے بانی حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحبؒ کے اخلاص کا نتیجہ ہے کہ امارت کو ہر دور میں ایسے صاحب نسبت بزرگ علماء کی قیادت ملی جو ملک میں اپنی الگ شناخت رکھتے تھے، موجودہ امیر شریعت کی دربھنگہ تشریف آوری یقیناً ہمارے لئے باعث سعادت ہے، ہم سبھوں کو اس تعلق سے پوری دلچسپی کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے، مولانا قمر انیس قاسمی صاحب رئیس المبلغین امارت شرعیہ نے کہا کہ امارت شرعیہ صوبہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مسلمانوں کے لئے اللہ کی بڑی نعمت ہے، ہمیں اس کی قدر کرنی چاہئے اور ملک کے موجودہ حالات کے تناظر میں امیر کی اطاعت کو اپنا نصب العین سمجھنا چاہئے، مولانا احمد حسین قاسمی مدنی نے کہا کہ امارت شرعیہ کا یہ قدم بہت مبارک قدم ہے، ضرورت ہے کہ امارت شرعیہ کے ذمہ داران زمینی سطح پر کام کریں، ہمارا تعاون اس کے ساتھ ہے۔ مولانا عبدالکریم صاحب قاسمی نے کہا کہ جس کام کو کرنے کا فیصلہ حضرت امیر شریعت نے کیا ہے، ہم سب کی ذمہ داری ہے اس میں بھرپور تعاون کریں، مولانا انتخاب غازی قاسمی صاحب نے کہا کہ امارت شرعیہ کے کاموں کے لئے ہم لوگ ہمیشہ تیار رہتے ہیں، اور رہیں گے، مولانا حسین احمد قاسمی، پروفیسر زاہد حسین، مولانا افضل امام فاروقی، مولانا اعجاز اظہری، مولانا شمشاد قاسمی، مولانا ظفیر احمد فرقانی، مولانا علقمہ مظاہری، مولانا افتخار ندوی، مولانا ارمان، مولانا ثمیر احمد ندوی، مولانا اخلاق مظاہری، مولانا جمیل اختر قاسمی، مولانا عارف حسین مظاہری، مولانا قاری نسیم اختر قاسمی وغیرہ نے بھی اپنے خیالات کا اظہار فرمایا، اور اس بات کا عہد کیا کہ ہم لوگ اجلاس کی کامیابی کے لئے ہر طرح سے اپنا تعاون کریں گے۔

Volume:57/67,Issue:05 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

THE NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-04136/61

تم سمندر کی رفاقت پر بھروسہ نہ کرو
تشنگی لب پر سجائے ہوئے مرجاؤ گے
(کیف عظیم آبادی)

آئندہ عام انتخابات کا منظر نامہ

افتخار گیلانی

حال ہی میں ہندوستان میں حکمران ہندوقوم پرست بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کو جب پانچ صوبائی انتخابات میں ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا، تو کسی نے تبصرہ کیا کہ حالیہ عرصہ میں پہلی بار کشمیر کی برف پوش چوٹیوں سے جنوبی صوبہ تامل ناڈو کے انتہائی کنارے کنیا کماری تک کا سفر اب بی جے پی کے اقتدار والے صوبوں کو چھوئے بغیر کیا جاسکتا ہے، ان صوبوں بالخصوص مدھیہ پردیش، چھتیس گڑھ اور راجستھان کے انتخابی نتائج سے جہاں وزیراعظم نریندر مودی اور ان کے مصاحب خاص اور بی جے پی کے صدر امت شاہ کی جوڑی کے ناقابل تسخیر ہونے کی امیج پاش پاش ہوگئی ہے وہیں کانگریس اور حزب اختلاف کی دیگر جماعتوں کو نیا حوصلہ اور توانائی فراہم ہوئی ہے۔ ہندوستان میں اب ایک طرح سے اپریل-مئی میں ہونے والے عام انتخابات کا بگل بج چکا ہے اور اندازہ ہے کہ بی جے پی کے لیے کامیابی کی راہ 2014 کی طرح آسان نہیں ہوگی اور ایک طرح سے برابری کا مقابلہ ہوگا۔ گزشتہ ساڑھے چار سالوں سے بی جے پی بے پناہ مادی وافرادی وسائل نیز اقتدار کے علاوہ الکٹرانک ووٹنگ مشینوں اور میڈیا کے ایک حلقہ کی اندھا دھند حمایت کے سہارے یکے بعد دیگرے جس طرح صوبے فتح کرتی جارہی تھی، اس پر یقیناً لگام لگ گیا ہے۔

اقتدار میں واپسی کے لیے وزیراعظم نریندر مودی اوران کے رفقاء نے عوام کو لبھانے کے لیے جو گیدڑ سنگھیاں پٹارے میں رکھی تھیں، لگتا ہے کہ آزمانے سے قبل ہی وہ اثر کھوتی جارہی ہیں۔ ان میں سب سے اوپر اتر پردیش کے شہر ایودھیا میں مسمار شدہ بابری مسجد کی جگہ رام مندر کی تعمیر کی آڑ میں ہندو ووٹروں کو لام بند کر کے ووٹ بٹورنے کا پلان شامل تھا۔ مگر بسیار کوشش کے باوجود رام مندر پر کوئی تحریک برپا نہیں ہورہی ہے۔ صدیوں سے ہر 12 سال بعد اتر پردیش کے شہر الہ آباد (جس کا نیا نام اب پریاگ ہے) میں دریائے گنگا اور جمنا کے سنگم پر ایک میلہ لگتا ہے۔

دو ماہ تک جاری یہ میلہ مہا کمبھ کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں سادھوؤں کی ایک کثیر تعداد اور عوام کا جم غفیر پاپ دھونے کے لیے دریا میں ڈبکیاں لگاتا ہے۔ اس دوران مختلف پروگرام بھی منعقد ہوتے ہیں، پچھلا کمبھ میلہ مودی کے اقتدار میں آنے سے ایک سال قبل 2013 میں منعقد کیا گیا تھا، کیلنڈر اور ہندو روایتوں کے مطابق اب دوسرا مہا کمبھ 2025 میں منعقد ہونا تھا؛ مگر کیا کیا جائے اس سیاست کا اور ووٹ بٹورنے کی بے تابیوں کا کہ انتخابات سے چند ماہ قبل ہی اس میلہ کا انعقاد کیا گیا، نہ صرف بڑے پیمانے پر اس کو وزارت خارجہ کی طرف سے ایشیائی تہذیب کا نقیب اور سمبل قرار دیکر ملک کے باہر بھی بیچا جارہا ہے؛ بلکہ یقینی بنایا جارہا ہے کہ ہر روز کمبھ میں بی جے پی کے لیڈروں اور وزیروں کی موجودگی میڈیا کے ذریعے مشتہر ہو۔

اس میلہ کی آڑ میں آخری کوشش کے بطور رام مندر کے نام پر ہندو فرقہ کو برانگیختہ کر کے سیاسی فائدہ اٹھانے کی تیاریاں بھی ہورہی ہیں۔ اسی دوران اتر پردیش اور دیگر علاقوں میں آئی ایس ایس کے نام پر مسلم نوجوانوں کی پکڑ دھکڑ جاری ہے تاکہ بظاہر ہندو اکثریتی فرقہ کو انتخابات سے قبل خوف کی نفسیات میں مبتلا رکھا جائے۔ اس پوری تگ ودو کے باوجود لگ رہا ہے کہ مودی کا جادو اب بے اثر ہوتا جارہا ہے۔ اقتصادی بدحالی اور پچھلے ساڑھے چار سالوں کے کئی ناعاقبت اندیش فیصلوں سے پریشان حال عوام اب حکمران جماعت سے حساب مانگ رہے ہیں۔ بدعنوانی سے جنگ کے نام پر 2016 میں اچانک 500 اور 1000 کے نوٹ بند کرنے کے فیصلہ کے جھٹکے سے چھوٹی اور درمیانہ درجہ کی صنعتیں ابھی بھی ابھر نہیں پارہی ہیں۔ یہ صنعتیں 40 فیصد آبادی کو روزگار فراہم کرتی تھیں۔ اصلاحات کے نام پر پورے ملک میں مختلف بالواسطہ ٹیکسوں کو ضم کر کے ایک وفاقی ٹیکس جی ایس ٹی کو جس طرح سے نافذ کیا گیا اس نے نظام کو سہل بنانے کے بجائے بی جے پی کے روایتی ووٹ بینک تاجر طبقہ کے چودہ طبق روشن کروائے، نیز صوبوں کی آمدنی بھی کم ہوگئی، جس کی وجہ سے تعمیر وترقی کے کام بھی رک گئے ہیں۔ اس کے علاوہ پچھلے ساڑھے چار سالوں میں طبقاتی آمدن میں جو ہوش ربا تفاوت پیدا ہوگئی ہے، وہ کرونی کیپٹلزم کی ایک زندہ مثال ہے۔ بین الاقوامی ادارے آکسفیم کی حال میں جاری کی گئی ایک رپورٹ کے مطابق ہندوستان میں پہلی بار مجموعی قومی آمدنی 400 بلین ڈالر سے تجاوز کرگئی ہے، جو کہ ایک ریکارڈ ہے اور مودی حکومت اس کو ایک بڑی حصولیابی تصور کرسکتی ہے؛ مگر اس کا بغور جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ اس آمدن کے 77.4 فیصد حصے پر صرف 10 فیصد آبادی کی اجارہ داری ہے۔

علاوہ ازیں اس دولت کا 51.53 فیصد حصہ آبادی کے محض ایک فیصد تک ہی محدود ہے، ہندوستان کی 60 فیصد آبادی مجموعی آمدنی کے صرف 4.8 فیصد کے مالک ہیں۔

جہاں ایک طرف ہندوستان دنیا میں میڈیکل ٹورازم کے حوالے سے پانچویں مقام پر ہے؛ یعنی اعلیٰ اور کفایتی میڈیکل سہولیات کی وجہ سے دنیا بھر سے لوگ علاج کروانے آتے ہیں؛ مگر خود عوام کی کیا حالت ہے؟ آکسفیم کی رپورٹ کے مطابق صحت پر خرچوں کی وجہ سے ملک میں ہر سال 63 ملین افراد غریبی کے دائرہ میں چلے جاتے ہیں، صرف 11 فیصد اسپتال اور 16 فیصد پرائمری ہیلتھ سینٹرز میں ہی باضابط علاج ومعالجہ کی سہولیات میسر ہیں۔ عوام کے ان سوالات سے عاجز مودی حکومت اپنی زنبیل سے نئے انتخابی حربے نکالنے کے فراق میں ہے۔ حال ہی میں ایک آئینی ترمیم کے ذریعے ہندو اعلیٰ ذاتوں کو لبھانے کیلئے نوکریوں اور اعلیٰ تعلیمی اداروں میں ان کیلئے دس فیصد کوٹہ مختص کیا گیا۔ وزیر قانون روی شنکر پرساد نے اس کو کرکٹ کے سلاگ اوورز میں چھکے سے تعبیر کیا اور یہ بھی بتایا کہ جوں جوں انتخابات کی تاریخیں قریب آتی جائیں گی اور بھی چھکے لگنے والے ہیں۔

ذرائع کے مطابق خفیہ اداروں اور حکمران بی جے پی کے اندرون سروے کے مطابق عام انتخابات میں حکمران جماعت 543 رکنی ایوان میں صرف 164 نشستیں ہی حاصل کرپائے گی؛ یعنی 2014 کے مقابلے اسکو 118 نشستوں کا نقصان ہورہا ہے، سب سے بڑے صوبہ اتر پردیش میں جہاں مقامی پارٹیوں سماج وادی پارٹی اور دلتوں کی بہوجن سماج پارٹی نے اتحاد کا اعلان کیا ہے، بی جے پی کو بھاری نقصان ہورہا ہے۔ اندازہ ہے کہ اس صوبہ کی 80 پارلیامانی نشستوں میں اس کو 35 نشستیں حاصل ہونے کی امید ہے۔

موجودہ پارلیامنٹ میں اس صوبہ سے بی جے پی کی 70 نشستیں ہیں، اس خسارہ کو پورا کرنے کیلئے بی جے پی کی نگاہیں مغربی بنگال، اڑیسہ نیز شمال مشرقی ریاستوں پر ٹکی ہیں، نیز اس کی کوشش ہے کہ جنوبی صوبہ تامل ناڈو کی 40 نشستوں پر اس کی اتحادی انا ڈی ایم قبضہ کرسکے، گو کہ اپوزیشن کانگریس کی قیادت والے متحدہ ترقی پسند اتحاد کی پوزیشن بھی کچھ اچھی نہیں ہے؛ مگر علاقائی پارٹیوں کے ساتھ اگر وہ سیٹوں کا تال میل ٹھیک بٹھانے میں کامیاب ہوتی ہے تو یہ اتحاد 272 کا نشانہ پار کرسکتا ہے۔

ادھر متحدہ ترقی پسند اتحاد کی چیئر پرسن سونیا گاندھی اور ان کے فرزند اور کانگریس صدر راہل گاندھی پر حکومت نے انکم ٹیکس محکمہ کے ذریعے شکنجہ کسا ہے، انکم ٹیکس نے ان کو 100 کروڑ روپے کی ٹیکس وصولی کا نوٹس بھیجا ہے، اگر کورٹ نے ٹیکس کی اس وصولی کے آرڈر کو برقرار رکھا تو دونوں لیڈران نااہل قرار دئے جاسکتے ہیں؛ یعنی وہ انتخابات لڑ نہیں پائیں گے، اس ایشو کو لے کر بی جے پی اور حکومت کے اندر خاصا بحث ومباحثہ جاری ہے، چند لیڈروں جن میں وزیر داخلہ راج ناتھ سنگھ اور ایک سینئر وزیر نتن گڈکری وغیرہ شامل ہیں کا کہنا ہے کہ ان کو نااہل قرار دینے سے کانگریس ہمدردی کا کارڈ کھیل کر اقتدار میں واپسی کرسکتی ہے۔

1978 میں اسی طرح اس وقت کی جنتا پارٹی حکومت کی طرف سے اندرا گاندھی کو نظر بند اور پھر نااہل قرار دلوانا اس کو خاصا مہنگا پڑا تھا، سال بھر بعد ہی اندرا گاندھی عوامی ہمدردی بٹور کر دوبارہ اقتدار میں واپس آگئی تھی، وہیں بی جے پی کے دیگر لیڈران پاکستان کی مثال پیش کرتے ہیں، جہاں سابق وزیراعظم نواز شریف کی نااہلی نے عمران خان کے لیے اقتدار میں پہنچنے کا راستہ صاف کیا؛ اسی لیے کانگریس نے پرینکا گاندھی کو میدان میں اتار دیا ہے۔ ان لیڈروں کے مطابق بی جے پی شاید پرینکا گاندھی کی کرشمائی شخصیت اور سیاسی نفاست کا مقابلہ نہیں کرپائے گی اور اس کے لیے بہتر ہے کہ راہل ہی میدان میں برقرار رہے۔ صوبوں کی انتخابی مہم میں اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ یوگی آدیتہ ناتھ حال میں منافرت پھیلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی؛ لیکن یہ باتیں رائے دہندگان کو مائل کرنے میں ناکام ہیں، جو بے انتہا بے روزگاری، امتیاز وتفریق، تشدد اور معاشی مصائب سے دوچار ہیں، خاص طور سے کسان طبقہ اس سے سب زیادہ متاثر ہے۔ بی جے پی نے سلگتے ہوئے عوامی مسائل کو حل کرنے بجائے مختلف جذباتی اور مذہبی عنوانات سے عوام کی توجہ ہٹانے کی کوشش کی۔

مندر کے علاوہ طلاق ثلاثہ کا مسئلہ چھیڑا اور بھی کئی ایسے معاملے اچھالے، ماب لنچگ کے بڑھتے ہوئے واقعات، دلتوں اور مسلمانوں کو نشانہ بنانا وغیرہ؛ لیکن یہ سب حربے رائیگاں گئے۔ قصہ مختصر کہ مودی اور بی جے پی حکومت کے خلاف بڑھتی ہوئی عوامی بے چینی کو ایک مضبوط متبادل اور پروگرام کے ذریعہ مؤثر طریقہ پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ کانگریس کے لیے بھی ضروری ہے کہ سافٹ ہندوتوا سے دور رہ کر لبرل فورسز کی قیادت سنبھال کر اپنی ماضی کا غلطیوں کا ازالہ کر کے ایک سیاسی حکمت عملی ترتیب دے۔

نقیب قیمت فی شمارہ -/6 روپے ششماہی -/200 روپے سالانہ -/300 روپے